متفرقات وضو

وضو کے پانی کی مقدار:

سوال: وضو کے لیے کتنا پانی لینا چاہئے، پانچ سیر پانی لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

وضو ایک مد پانی سے ہوسکتا ہے حدیث شریف میں ایسا ہی آیا ہے، غایت یہ کہ دو ڈیڑھ مد یعنی سوا سیر، ڈیڑھ سیر پانی ہو۔(۱) اور اسراف کرنا وضو میں مکروہ ہے۔(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۱۳۳)

وضو اور غسل میں پانی کی مقدار کیا ہے:

سوال: وضو اور غسل کے بارے میں پانی کی مقدار کے لیے مد اور صاع وغیرہ جو وارد ہے اس سے کمی زیادتی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

مد اور صاع جو وضو اور غسل میں وارد ہے وہ تحدید نہیں ہے، اس لیے کمی زیادتی جائز ہے۔(۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۱۲۹)

---

(۱) عن أنسؓ قال: ''کان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم یتوضأ بالمد ویغتسل بالصاع إلیٰ خمسة أمداد''، متفق علیه. (مشکوٰة، باب الغسل: ص ۴۸۔ ظفیر)

(۲) (ومکروهه: لطم الوجه) أوغیره (بالماء) تنزیهاً، والتقتیر (والإسراف) ومنه الزیادة علی الثلاث (فیه) تحریماً ولو بماء النهر والمملوک له. (الدر المختار) قوله الإسراف: أی بأن یستعمل منه فوق الحاجة الشرعیة الخ، .... وقال فی البدائع: إنه الصحیح، حتی لوزاد أونقص واعتقد أن الثلاث سنة لایلحقه الوعید، وقدمنا أنه صریح فی عدم کراهة ذلک یعنی کراهة تحریم. (ردالمحتار، کتاب الطهارة، مطلب فی تعریف المکروه: ۱/۱۲۲، ظفیر)

(۳) (ثم یفیض الماء) علیٰ کل بدنه ثلاثاً مستوعباً من الماء المعهود فی الشرع للوضوء والغسل وهو ثمانیة أرطال وقیل: المقصود عدم الإسراف، وفی الجواهر: لاإسراف فی الماء الجاری لأنه غیرمضیع (درمختار) قوله وقیل المقصود الخ: الأصوب ''حذف قیل'' لما فی الحلیة: أنه نقل غیرواحد إجماع المسلمین علیٰ أن مایجزیء فی الوضوء والغسل غیرمقدر بمقدار، وما فی ظاهر الروایة: من أن أدنیٰ ما یکفی فی الغسل صاع، وفی الوضوء مد للحدیث المتفق علیه الخ لیس بتقدیر لازم بل هوبیان أدنیٰ القدر المسنون آه قال فی البحر: حتیٰ إن من أسبغ بدون ذلک أجزأه، وإن لم یکفه زادعلیه لأن طباع الناس وأحوالهم مختلفة، کذا فی البدائع. (رد المحتار، کتاب الطهارة، سنن الغسل: ۱/۱۴۵، ظفیر)

وضو کے لیے کتنا پانی چاہیے:

سوال: وضواور غسل میں شرعاً کتنے سیر پانی استعمال کرنا چاہیےاوراس سے زائد کرنا کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

وضومیں ڈیڑھ سیراور غسل میں چار سیر،فتاویٰ رشیدیہ:ص۸۶۔(۱) اس سے زائد بلاضرورت اسراف ہے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔حررہ العبدمحمود گنگوہی عفااللہ عنہ،معین مفتی مدرسہ مظاہرالعلوم،سہارنپور،۳۰/۸/۶۱ ۱۳ھ،الجواب صحیح:سعیداحمدغفرلہ مفتی مدرسہ مظاہرالعلوم،سہارنپور۳۰/۸/۶۱ھ،صحیح:عبداللطیف،۴رشعبان ۶۱ھ(فتاویٰ محمودیہ:۵۴/۵)

اعضاءِ وضوکوتین بار سے زیادہ دھونا:

سوال: وضومیں بعض لوگ تین بارکہنی تک ہاتھ دھوکر پھرتین بارپانی بہاتے ہیں،تو یہ چھ مرتبہ ہوگئے وضومیں یہ فعل درست ہے یامکروہ یاناجائزاوراس طرح کرنا چھ مرتبہ سمجھا جائے گا یا تین مرتبہ؟ بینواتوجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــ باسم ملہم الصواب

اگرتین سے زائداس اعتقاد سے دھورہا ہے کہ یہ ثواب یا سنت ہےتومکروہ تحریمی ہےاوراگر یہ اعتقادنہیں مگر بدوں کسی داعیہ کے کررہا ہےتو عبث ہونے کی وجہ سےمکروہ تنزیہی ہےاوراگرکبھی ازالۂ شک اورطمانیت قلب کی خاطر تین سے زیادہ باردھولیاتو کوئی کراہت نہیں،البتہ مسجداورمدرسہ کےوقف پانی سے تین بار سے زیادہ دھوناحرام ہے۔(۳)

---

(۱) فتاویٰ رشیدیہ:۲۴۵،ادارہ اسلامیات،لاہور۔

(۲) (ثم يفيض الماء) علىٰ كل بدنه ثلاثاً مستوعباً من الماء المعهود فى الشرع للوضوء والغسل وهوثمانية أرطال،وقيل:المقصودعدم الإسراف،وفى الجواهر:لاإسراف فى الماء الجارى لأنه غيرمضيع (در مختار) قوله وقيل المقصود الخ:الأصوب"حذف قيل"لما فى الحلية:أنه نقل غيرواحد إجماع المسلمين علىٰ أن مايجزىء فى الوضوء والغسل غيرمقدر بمقدار،وما فى ظاهرالرواية:من أن أدنىٰ مايكفى فى الغسل صاع،وفى الوضوء مد،للحديث المتفق عليه،كان صلى اللّٰه عليه وسلم يتوضأ بمد ويغتسل بالصاع إلىٰ خمسة أمداد،ليس بتقديرلازم بل هوبيان أدنى القدرالمسنون. (ردالمحتار:۱/۱۵۸،سعید،وكذا فى الفتاوىٰ العالمكيرية:۱/۱۶،ممايتصل بذلك مسائل، رشیدیہ۔(ومكروهه:لطم الوجه)أوغيره (بالماء) تنزيهاً،والتقتير(والإسراف) ومنه الزيادة على الثلاث (فيه) تحريماً ولوبماء النهروالمملوك له(الدرالمختار)قوله الإسراف: أى بأن يستعمل منه فوق الحاجة الشرعية لما أخرج ابن ماجة وغيره عن عبداللّٰه بن عمروبن العاص رضى اللّٰه عنه: أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم مر بسعدؓ وهويتوضأ فقال:ما هذا السرف؟ فقال:أ فى الوضوء إسراف،فقال:نعم، وإن كنت علىٰ نهرٍ جارٍ،حلية(ردالمحتار:۱/۱۳۱،مكروهات الوضوء،سعید۔)

(۳) عن عمروؒ بن شعيب عن أبيهؒ عن جدهؓ قال:إن رجلاً أتى النبى صلى اللّٰه عليه وسلم فقال: يا رسول اللّٰه ! كيف الطهور؟فدعابماء فى إناء فغسل كفيه ثلاثاً ثم غسل وجهه ثلاثاً ثم غسل ذراعيه ثلاثاً ثم مسح برأسه وأدخل أصبعيه السباحتين فى أذنيه ومسح بإبهاميه علىٰ ظاهر أذنيه وبالسباحتين باطن أذنيه ثم غسل رجليه ثلاثاً ثلاثاً،ثم قال:هكذا الوضوء،فمن زادعلىٰ هذاأونقص فقدأساء وظلم أوظلم وأساء. (أبوداؤد،باب الوضوء ثلاثاً ،ص۲۹،نمبر ۱۳۵،سنن النسائى،الاعتداء فى الوضوء،انیس)

"قال فی شرح التنویر: (والإسراف) ومنه الزيادة على الثلاث (فيه) تحريماً ولو بماء النهر والمملوك له، أما الموقوف علىٰ من يتطهر به ومنه ماء المدارس فحرام.

وقال فی الشامية: (قوله والإسراف): أی بأن يستعمل منه فوق الحاجة الشرعية لما أخرج ابن ماجةؒ وغيره عن عبداللّٰه بن عمرو بن العاصؓ أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم مر بسعدؓ وهو يتوضأ فقال: ماهذا السرف؟ فقال: أفی الوضوء إسراف، فقال: نعم، وإن كنت علىٰ نهرٍ جارٍ، حلية. (وقوله ومنه): أی من الإسراف الزيادة على الثلاث أی فی الغسلات مع اعتقاد أن ذلک هو السنة لما قدمنا من أن الصحيح أن النهی محمول علىٰ ذلک فإذا لم يعتقد ذلک وقصد الطمانينة عند الشک أو قصد الوضوء على الوضوء بعد الفراغ منه فلا كراهة كمامر تقريره، آه، وأما الكراهة التنزيهية فذكرها تحت قوله تحريماً. (ردالمحتار: ۱/۱۲۳، مطلب فی الإسراف فی الوضوء) فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔۱۲/ربیع الآخر ۱۳۹۰ھ (احسن الفتاویٰ: ۲/۱۵-۱۶)

وضوعلی الوضوکو"نورعلی نور" کب کہا جائے گا:

سوال: باوضواذان دی پھروضوکرنے سے،"وضوپروضو" کرنے کی فضیلت حاصل ہوگی یانہیں؟ کیوں کہ دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد وضوکرنے سے فضیلت حاصل ہوتی ہے، اسی طرح بغیرنماز پڑھے اذان کے بعد دوبارہ وضو کرنے سے فضیلت وثواب حاصل ہوگا یانہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ حامداًو مصلیاً

پہلی مرتبہ وضوکرنے کے بعد دوبارہ وضوکرنے سے"نورعلی نور" کا ثواب تو حاصل ہوتا ہے بشرطیکہ ایک وضو سے ایسی عبادت ادا کر لی جائے جس کے لیے وضوشرط ہے اور بغیر وضوادانہیں ہوتی ہے جیسے نماز پڑھنا، سجدۂ تلاوت کرنا، قرآن شریف ہاتھ میں لیکر پڑھنا۔ اگرایک وضو سے ایسی عبادت ادانہیں کی گئی خواہ بالکل کوئی عبادت بھی ادا نہ کی گئی ہو اوردوبارہ وضوکرلیاجائے یاایسی عبادت ادا کی گئی ہوجس کے لیے وضوشرط نہیں ہے، بلکہ محض بہتر ہے، بلاوضوبھی اداہوسکتی ہے، جیسے اذان یاحفظ سے قرآن پاک کی تلاوت یاتسبیح وذکر، تو دوبارہ وضوکرنا"نورعلی نور" کے درجہ میں نہیں آئے گا، بلکہ فضول واسراف ہونے کی وجہ سے، ممنوع ومکروہ قرار دیا جائے گا۔

"والوضوء عبادة غير مقصودة لذاتها فإذا لم يؤد به عمل مما هو المقصود من شرعيته كالصلوٰة وسجدة التلاوة ومس المصحف ينبغي أن لايشرع تكراره قربة لكونه غير مقصود

لذاته فيكون إسرافاً محضاً". (۱) فقط واللہ اعلم بالصواب

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۴/۴/ ۱۳۹۰ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۵۵، ۵۶)

عشا کے وضو سے نماز فجر:

سوال: میں نے بزرگان دین خاص کر حضرت امام ابوحنیفہؒ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے متعلق کتابوں میں پڑھا ہے کہ ان حضرات نے چالیس سال تک عشا کے وضو سے نماز فجر ادا کی ہے، ان واقعات کے سنانے پر مجھ سے ایک شخص نے پوچھا کہ آخر ان حضرات نے دوسری ضروریات کس طرح پوری کیں؟ جواب سے ہمیں مطمئن کریں؟ (م، ع، فاروقی، محبوب نگر)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

اس میں شبہ نہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ امت کے چیدہ اولیاء میں ہیں، ان بزرگوں سے بعض کرامات کا صدور بھی ہوا ہے اور اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ کرامات اولیاء حق ہیں، جہاں تک مذکورہ واقعہ کی بات ہے، تو شاید اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حضرات بے وضو رہنے سے اجتناب فرماتے تھے، اور ہر وقت پاکی کی حالت میں رہنے کا اہتمام فرماتے تھے، جوں ہی طہارت کی ضرورت ہوتی وضو فرما لیتے اور کچھ دیر بھی ناپاکی کی حالت کو برقرار رکھنا گوارا نہ فرماتے۔ واللہ اعلم (کتاب الفتاویٰ: ۲/۵۲۔۵۳)

پلاسٹک کا ہاتھ اور وضو:

سوال: اگر کسی کا کوئی ہاتھ کہنی سے کٹ جائے اور وہ پلاسٹک کا ہاتھ لگوائے تو وضو میں کہنی سمیت ہی دھوئے گا؟ کیا اس کے پلاسٹک کے ہاتھ پر "ید" کا اطلاق ہوگا؟ (س، ج، حسن آباد)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

پلاسٹک کا مصنوعی ہاتھ جو جسم کے ساتھ مستقل طور پر لگا ہوا نہ ہو، وہ حقیقی ہاتھ کے حکم میں نہیں، البتہ اگر کہنی کا کچھ حصہ بچا ہوا ہو، یعنی بازو کی ہڈی کا آخری سرا موجود ہو تو اس حصہ کو اگر دھو سکتا ہو تو دھو لینا واجب ہوگا، کیوں کہ جس شخص کا پاؤں کٹا ہوا ہو فقہا نے اس کے بارے میں لکھا ہے کہ اگر پاؤں کا تھوڑا سا حصہ باقی ہو گو تین انگلی کی مقدار سے کم، تب بھی اسے دھولیا جائے۔ "مقطوع الرجل إن بقي منها شيء، وإن أقل من ثلث أصابع غسله". (۲) تو یہی حکم ہاتھ کا بھی ہونا چاہئے۔ (کتاب الفتاویٰ: ۲/۵۲)

---

(۱) ردالمحتار: ۱/۱۱۹، مطلب الوضوء على الوضوء، سعيد، وكذا في الحلبي الكبير: ۲۶، في سنن الوضوء، سهيل اكيڈمي، لاهور، وكذافي الطحطاوي على مراقي الفلاح: ۸۳، أوصاف الوضوء، قديمي.

(۲) کبیری: ص ۳۹۔

مصنوعی ہاتھ پر وضو:

سوال: ایک شخص ہے جس کا بایاں ہاتھ آدھی ہتھیلی مع پانچ انگلیوں کے کٹ گئی ہے، اور وہ مصنوعی ہاتھ لگائے ہے، لیکن وضو کرتے وقت بار بار اس مصنوعی ہاتھ کو ہٹانے اور پھر لگانے سے بہت دشواری پیش آتی ہے اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ہاتھ میں زخم ہوجاتا ہے جس سے کافی تکلیف ہوتی ہے، تو کیا اس مصنوعی ہاتھ کو ہٹائے بغیر اسی کے اوپر سے وضو کر سکتے ہیں؟

هو المصوب

دریافت کردہ صورت میں مصنوعی ہاتھ ہٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء جلد اول صفحہ ۲۰۷)

وضو کرتے وقت اور بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت تعوذ کا حکم:

سوال: ''تجوید مبتدی'' میں لکھا ہے کہ تعوذ، قرآن مجید کے علاوہ کسی دوسری کتاب کے شروع کرنے سے پہلے پڑھنا مکروہ و منع ہے اور علامہ تھانویؒ نے کسی سائل کو جواب دیتے ہوئے وضو کرتے وقت تعوذ اور بسم اللہ کو جمع کر کے پڑھنے کو افضل لکھا ہے، تو کیا وضو کرتے وقت بسم اللہ کے ساتھ تعوذ کو جمع کر کے پڑھنا جائز ہے؟ علامہ تھانویؒ کا جواب ''تجوید مبتدی'' کی عبارت کے خلاف پڑتا ہے۔

الجواب حامداً و مصلیاً

قرآن پاک کے علاوہ کسی اور کتاب کو شروع کرتے وقت ''أعوذ'' نہ پڑھا جائے۔(۱) قرآن پاک پڑھنے کے علاوہ دوسرے بعض کام ایسے ہیں کہ ان کے شروع میں ''أعوذ'' پڑھا جاتا ہے، جیسے وضو کرتے وقت۔(۲) اور بیت الخلا میں داخل ہونے سے پہلے: ''اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ''. (الدر المختار)(۳)

دونوں عبارتوں میں کوئی تعارض نہیں۔(۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفر لہ دار العلوم دیو بند (فتاویٰ محمودیہ: ۷۵/۵)

(۱) ردالمحتار، آداب الصلوٰۃ: ۴۸۹/۱۔

(۲) ردالمحتار: ۱۰۹/۱، سنن الوضوء۔

(۳) عن أنس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم إذا دخل الخلاء یقول: ''اللّٰهم إنی أعوذ بک من الخبث والخبائث''، متفق علیهٖ. (مشکوٰۃ المصابیح: ۴۲، باب آداب الخلاء، قدیمی)

(۴) فکلام الذخیرۃ فی التعوذ قبل الکلام لا فی غیرہ من الأفعال فلا ینافی استثنائه قبل الخلاء. (رد المحتار، فصل: ۴۸۹/۱، سعید)

وضو کے وقت لوٹا پکڑنے اور رکھنے کا طریقہ:

سوال: وضو کرتے وقت لوٹا داہنی طرف رکھنا چاہئے یا بائیں طرف نیز لوٹے کو پکڑنے کا انداز کیا ہونا چاہئے؟

الجواب ــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

وضو کرتے وقت لوٹا بائیں طرف رکھنا چاہئے البتہ اگر برتن ایسا ہے کہ چلّو بھر کر وضو کرنا پڑے تو اس صورت میں برتن کو داہنی طرف رکھنا چاہئے۔ نیز لوٹا اگر دستہ والا ہے تو دستہ پکڑلے اگر لوٹا ایسا نہیں تو لوٹے کے کنارہ پر ہاتھ رکھے اوپر نہ رکھے:

''ومن الآداب أن يكون جلوسه علىٰ مكان مرتفع وأن يغسل عروق الإبريق ثلاثاً وأن يضعه علىٰ يساره وإن كان إناء يغترف منه فعن يمينه وأن يضع يده حالة الغسل علىٰ عروقه لا علىٰ رأسه، كذاذكره الشيخ كمال الدين ابن الهمام''. (كبيرى: ص ٣٠) (حبیب الفتاویٰ جلد سوم، صفحہ ٤٦)

وضو کے بعد لوٹا سیدھا رکھا جائے یا اوندھا:

سوال: وضو کرنے کے بعد لوٹا پلٹ کر رکھنے کا طریقہ انسب ہے یا سیدھا؟

الجواب ــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

گرد و غبار گرنے یا کسی جانور کے بیٹ کرنے یا کسی کتے وغیرہ کے منہ ڈال کرنا پاک کرنے کا اندیشہ ہو تو الٹ کر رکھ دینا چاہیے۔(١) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔ حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند ٢٨/٢/٩١ھ۔ الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند ٢٨/٢/١٣٩١ھ (فتاویٰ محمودیہ: ٥/٧٧)

کانسی اور پیتل کے لوٹے سے وضو جائز ہے یا نہیں:

سوال: کانسی یا پیتل کے لوٹے سے وضو کرنا کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ

درست ہے۔(٢) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ١/١٢٩)

---

(١) عن جابر رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال:'' أغلق بابك واذكراسم الله وخمر إناءك ولو بعود وتعرضه عليه واذكر اسم الله وأوكِ سقائك واذكراسم الله''. (سنن أبى داؤد: ٢/١٢٨، فصل فى إيكاء الآنية، امدادیہ)

(٢) ويكره الأكل فى نحاس أوصفر والأفضل الخزف (درمختار) وفى الجوهرة: أماالأنية من غير الفضة و الذهب فلابأس بالأكل والشرب فيها والانتفاع بها كالحديد والصفر والنحاس والرصاص والخشب والطين آه فتنبه. (ردالمختار، كتاب الحظر والإباحة: ٥/٣٠٠، ظفیر)

پیتل کے لوٹے سے وضو کرنا درست ہے کہ نہیں:

سوال: پیتل کے لوٹے سے وضو کرنا درست ہے کہ نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ حامداًو مصلیاً

پیتل کے لوٹے سے وضو کرنا درست ہے۔

ویجوز استعمال الأوانی من الصفر ،لما روی عن عبد اللّٰہ بن یزیدؓ قال:أتانا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فأخرجنا لہ ماءً فی تورمن صفرفتوضأ.رواہ البخاریؒ. (البحر الرائق: ج۱ ص۲۱۱)فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ قاسمی (حبیب الفتاویٰ جلد دوم صفحہ ٢٦)

مٹی کا لوٹا جو استنجا کے لئے ہو، اس سے وضو کیا جاسکتا ہے یا نہیں:

سوال: مٹی کا لوٹا پیشاب و پاخانہ میں استعمال کیا ہو،تو اس لوٹے سے پانی پیا اور وضو کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

الجوابــــــــــــــــ

ایسے لوٹے سے پانی پیا جاسکتا اور وضو کیا جاسکتا ہے، جبکہ اس میں نجاست نہ لگی ہو۔ **کمالا یخفیٰ**.

(فتاویٰ احیاء العلوم جلد اول صفحہ ٢٧١)

بوقت معذوری بائیں ہاتھ سے وضو میں کام لینا:

سوال: ایک شخص کا ہاتھ ایسا ہے کہ جس سے تمام کام کرسکتا ہے مگر ہاتھ منہ تک نہیں پہنچتا، ایک ہاتھ یعنی بائیں ہاتھ سے منہ دھوتا ہے کان کا مسح بائیں طرف تو کر لیتا ہے کیا داہنے کان کا مسح بھی بائیں ہاتھ سے کر لیوے یا صرف بائیں کان کا مسح بلحاظ سنت ضروری ہوگا داہنے کا ساقط ہوجائے گا؟

الجوابــــــــــــــــ

ہاں داہنے کا بھی بائیں ہاتھ سے کرلے۔ ٦/ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ، تتمہ ثانیہ ص:۹۹۔ (امداد الفتاویٰ جدید: ۳۵/۱)

پاؤں دھوتے وقت تلووں کو دیکھنا ضروری نہیں:

سوال: کیا پاؤں دھوتے وقت تلووں کو دیکھنا بھی ضروری ہے؟ بغیر دیکھے کیسے علم ہوگا؟ کبھی پاؤں کو ایسی چیز بھی لگ جاتی ہے جس کی وجہ سے پانی پاؤں تک نہیں پہنچتا۔ (حافظ عباس میواتی رائیونڈ)

الجوابــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

عام حالات میں چونکہ تلوے کو ایسی چیز لگی ہوئی نہیں ہوتی۔ کیونکہ جوتے کے ذریعے حفاظت ہوتی رہتی ہے اس لئے ہر وضو میں تلووں کو دیکھنا واجب نہ ہوگا-وعلیہ العمل-البتہ ایسا شخص جو جوتا نہیں پہنتا اور ایسی جگہ کام

کرتا ہے، جہاں ایسی چیز تلوے کو لگ جاتی ہے تو اس کے لئے احتیاط دیکھ لینے میں ہے۔ فقط واللہ اعلم
بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، ۷/۷/۱۳۸۲ھ (خیر الفتاویٰ: ۵۴/۲)

وضو کے اندر کوئی عضو خشک رہ جائے تو اسی عضو کو دھوئے یا دوبارہ وضو کرے:

سوال: وضو یا غسل میں کوئی عضو یا جگہ بھولے سے خشک رہ جائے، تو اسی عضو یا جگہ کو دھوئے، یا دوبارہ وضو کرے، اگر اسی جگہ کا دھونا کافی ہے، تو آیا یہ حکم جب تک ہے، جب تک اعضا تر ہیں، یا اعضا کے خشک ہونے کے بعد بھی ہے؟ (المستفتی: ۱۳۴۹، محمد یونس صاحب (متھرا) ۲۷/ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ، مطابق: ۱۰/فروری ۱۹۳۷ء)

الجواب

صرف خشک رہ جانے والے عضو کو دھونا کافی ہے خواہ باقی اعضا کے خشک ہونے سے پہلے دھوئے یا خشک ہونے کے بعد۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی (کفایت المفتی: ۲۶۷/۲)

میل اور مٹی جو ناخنوں میں ہو وضو کی صحت سے مانع نہیں:

سوال: ناخن کے اندر جو میل جم جاتا ہے وہ نہ چھڑانے سے وضو ہو جاتا ہے یا نہ، اسی طرح برسات کے دن چلنے پھرنے میں پیر کے ناخن کے اندر کیچڑ جاتا ہے وضو کے وقت خلال سے چھڑانا پڑے گا یا نہ؟

الجواب

(ولا یمنع) الطهارة (ونیم) الخ (وحناء) الخ (ودرن ووسخ)...... وكذادهن ودسومة (وتراب وطين ولو (في ظفر مطلقاً) أي قروياً أو مدنياً في الأصح. (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ بدون چھڑائے وضو ہو جاوے گا چھڑانے کی ضرورت نہیں۔ (۲) فقط
یکم محرم روز جمعہ ۱۳۳۳ھ، تتمۂ ثالث، ص: ۵۔ (امداد الفتاویٰ جدید: ۳۵/۱-۳۶)

وضو کے بعد آئینہ دیکھنا اور تولیہ استعمال کرنا:

سوال: بعض حضرات کہتے ہیں کہ وضو کرنے کے بعد آئینہ دیکھنے یا تولیہ سے بدن پونچھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، کیا یہ درست ہے؟ (علاء الدین، تنالی، گنٹور)

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، مطلب في أبحاث الغسل: ج ۱ ص ۱۵۰، انیس

(۲) وضو میں ہاتھ پاؤں کے ناخن دھونا بھی فرض ہے، اگر کسی کے ناخنوں میں آٹا یا مٹی یا پالش لگی ہو تو اس کو صاف کر کے ناخن کے اوپری حصہ پر پانی پہونچانا ضروری ہوگا، اسی طرح اگر ناخن بڑھے ہوئے ہوں اور ان کے نیچے یہ چیزیں آٹا، مٹی، پالش لگی ہوں تو ان کو صاف کر کے سامنے کے نچلے حصہ میں پانی پہونچانا ضروری ہوگا۔ البتہ اگر ناخن چھوٹے ہوں اور مٹی یا آٹا لگا ہوا ہو تو بغیر صاف کئے وضو کرنا درست نہ ہوگا۔ آج کل عورتیں ناخن پر مصنوعی پالش لگاتی ہیں ایسی پالش کو وضو کرتے وقت صاف کر کے دھونا ضروری ہوگا۔ اگر ناخنوں میں میل کچیل ہو تو اس کو صاف کئے بغیر بھی وضو کرنا درست ہے، البتہ بہتر یہ ہے کہ صاف کرلے۔ (الفتاویٰ التاتارخانیة: ۹۰/۱)۔ (طہارت کے احکام ومسائل، مؤلفہ انیس الرحمٰن قاسمی)

الجواب ــ

جب تک جسم سے کوئی ناپاک چیز خارج نہ ہو، یا بالغ آدمی نماز کی حالت میں قہقہہ لگا کر نہ ہنسے، وضو نہیں ٹوٹتا، وضو کرنے کے بعد آئینہ دیکھنے میں کوئی قباحت نہیں اور تولیہ سے بدن پوچھنے میں بھی کچھ حرج نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ایک تولیہ تھا، جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم غسل، وضو کے بعد استعمال فرمایا کرتے تھے۔

"کان لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خرقة یلتف بها بعد الوضوء"عن عائشة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنها. (۱)

البتہ بعض دفعہ ایسا بھی ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کے بعد تولیہ پیش کی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہیں فرمایا:

"إنما کره المندیل بعد الوضوء، لأن الوضوء یوزن"عن الزهری. (۲)

اس سے معلوم ہوا کہ دونوں طریقے درست ہیں، کبھی تولیہ استعمال کرلیا جائے، اور کبھی نہ کیا جائے۔ (کتاب الفتاویٰ:۲/۵۴)

امام صاحب کا وضو اور استنجا کے لیے پانی بھر کر رکھنا:

سوال: مسجد کے امام صاحب وضو کے لیے اور استنجا کے لیے پانی مٹکا میں بھر دیا کرتے ہیں، تو کیا اس پانی کو استعمال کرنے والے لوگ گنہ گار ہوتے ہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

امام صاحب لوگوں کی اس طرح خدمت کرتے ہیں تو ثواب حاصل کرتے ہیں۔ (۳) لوگوں کے گنہ گار ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی ۳۰/۲/۱۳۷۶ھ (فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۶۲-۶۳)

بلا وضو سجدۂ تلاوت سے متعلق ایک روایت:

سوال:۔ سجدۂ تلاوت بلا وضو جائز ہے یا نہیں؟ روایت ہے کہ ابن عمرؓ بغیر وضو کے سجدہ کرتے تھے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ نجم کی تلاوت کفارِ مکہ کے سامنے کی تھی تو اس وقت آیتِ سجدہ پر پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اور کفارِ مکہ نے بھی جو بغیر وضو تھے؟

هو المصوب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

سجدۂ تلاوت بلا وضو جائز نہیں ہے۔ (۴) کافر عبادات کے مکلّف نہیں ہیں اور سجدۂ تلاوت عبادت ہے، جو کافر پر

(۱-۲) الجامع للترمذی، حدیث نمبر:۵۳، ۵۴، باب ماجاء فی المندیل بعد الوضوء، أبواب الطهارة

(۳) "وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی". (سورۃ المائدہ:۲)

(۴) وشرائط هذه السجدة شرائط الصلاة إلا التحریمة. (الفتاویٰ الهندیة: ج۱، ص:۱۲۵)

واجب نہیں۔(۱) حضرتِ ابن عمرؓ کے جس اثر کو امام بخاریؒ نے نقل کیا ہے۔(۲) اس سے طہارت کی نفی نہیں ہوتی ہے۔(۳) اور بیہقیؒ کی جس روایت کو فتح الباری میں نقل کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا قول طہارت کے ساتھ سجدہ کرنے کا تھا، روایت یہ ہے:

عن ابن عمر رضی الله عنهما قال: "لایسجد الرجل إلا وهو طاهر". (۴)

جبکہ فتح الباری ہی میں ایک روایت جو سعید بن جبیرؒ کی طرف منسوب ہے اس میں ابن عمرؓ کے عمل سے بغیر وضو سجدہ کرنے کا پتہ چلتا ہے۔(۵) صاحب فتح الباریؒ نے ان دونوں روایتوں کے درمیان جو تطبیق کی، وہ درج ذیل ہے:

فیجمع بینهما (أی بین روایة النافع وبین روایة سعید بن جبیرؒ) بأنه أراد بقوله طاهر الطهارة الکبریٰ أو الثانی علیٰ حالة الاختیار والأول علی الضرورة. (۶)

یہاں پر اول سے مراد سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے اور فقہی کلیہ یہی ہے کہ قولی روایت کو فعلی روایت پر ترجیح حاصل ہوتی ہے۔(۷) اگر ہم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مسلک کو مان بھی لیں تو یہ صرف انہی کا مسلک ہے، باقی دوسرے کسی شخص کا یہ مسلک نہیں ہے۔ ہاں امام شافعی رحمہ اللہ بھی اس کے قائل ہیں۔ لہٰذا تفردات پر عمل نہ کر کے اکثر بلکہ جملہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا جو قول ہے، اس پر عمل کرنا لازم ہے، جبکہ عبادت بغیر وضو انجام نہیں دی جاسکتی ہے۔

تحریر: مسعود حسن حسنی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱/۲۲۳ تا ۲۲۵)

نماز جنازہ کے وضو سے نماز پنجگانہ پڑھنے کا حکم:

سوال: نماز جنازہ کے لیے جو وضو کیا گیا ہو اس وضو سے نماز پنجگانہ میں سے کوئی نماز ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

جائز ہے اس واسطے کہ وضو میں نیت شرط نہیں چاہے جس نیت سے وضو کرے اس وضو سے نماز ادا کرنا جائز ہے اور تیمّم میں نیت شرط ہے اس سے بھی جائز ہے۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"لو تیمم لصلوٰة الجنازة وسجدة التلاوة أجزأه إن صلی به مکتوبةً بلاخلاف، کذافی المحیط".

ترجمہ: یعنی اگر نماز جنازہ اور سجدۂ تلاوت کے لیے تیمّم کیا تو بلاخلاف علماء کرام کے نزدیک جائز ہے کہ اس تیمّم سے فرض نماز پڑھے۔ ایسا ہی محیط میں ہے۔ فقط (فتاویٰ عزیزی اردو، مطبع سعید کمپنی لاہور: ۴۹۴)

---

(۱) حتی لو کان التالی کافراً أو مجنوناً أو صبیاً أو حائضاً أو نفساء أو عقیب الطهر دون العشرة والأربعین لم یلزمهم وکذا السامع، کذافی الزاهدی. (الفتاویٰ الهندیة: ج ۱، ص: ۱۳۲)

(۲) وکان ابن عمرؓ یسجد علیٰ غیر وضوء. (صحیح البخاریؒ، کتاب سجود القرآن، باب سجود المسلمین مع المشرکین، حدیث نمبر: ۱۰۷۱)

(۳) إعلاء السنن، ج ۷، ص ۲۲۵۔

(۴-۵-۶) فتح الباری: ۳/۷۱۵۔

(۷) إعلاء السنن: ۷/۲۲۶۔

نماز جنازہ یا سجدۂ تلاوت کے وضو سے نماز:

سوال: نماز جنازہ یا سجدۂ تلاوت کے لیے وضو کیا تو اس سے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

جائز ہے، بلکہ پانی نہ ملنے یا مرض کی وجہ سے نماز جنازہ کے لیے تیمّم کیا ہو تو اس سے بھی دوسری نماز پڑھنا جائز ہے۔
"قال ابن عابدینؒ: (قوله بخلاف صلوٰة جنازة) أی فإن تیمم لها تجوز به سائر الصلوات لکن عند فقد الماء وأما عند وجوده إذا خاف فوتها فإنما تجوز به الصلوٰة علٰی جنازة أخری، إذا لم یکن بینهما فاصل، کمامر، ولا یجوز به غیرها من الصلوات، أفاده، ح. (ردالمحتار: ۲۲۶/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۲۳/صفر ۹۰ھ (احسن الفتاویٰ: ۱۸/۲)

جنازہ کے لئے کئے گئے وضو سے فرض نماز کی ادائیگی:

سوال: جو وضو جنازے کی نماز کے لئے کیا جائے، اس سے فرض نماز ادا کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰه التوفیق

جو وضو جنازے کی نماز کے لئے کیا جائے، اس سے فرض نماز بھی جائز و درست ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
محمد عثمان غنی۔ ۲۴/۴/۱۳۷۵ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ جلد دوم صفحہ ۶۷) ☆

---

(۱) إن الصلاة تصح عندنا بالوضوء ولو لم یکن منویاً. (ردالمحتار، کتاب الصلاة: ۲۲۳/۱)

☆ **نماز جنازہ کے وضو سے فرائض وغیرہ پڑھنا جائز ہے:**

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جو وضو جنازہ کی نماز کے واسطے کیا ہے اس وضو سے نماز فرض پڑھ لیوے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ

وضو جو جنازہ کے واسطے کیا ہے اس سے فرض درست و جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم، بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (فتاویٰ رشیدیہ کامل: ۲۳۸)

نماز جنازہ کے وضو سے فرائض پڑھنا جائز ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جو وضو جنازہ کی نماز کے واسطے کیا ہے اس سے تحیۃ الوضو اور نماز فرض پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ

نماز جنازہ کے واسطے جو وضو کیا ہے اس سے نماز فرض سنت نفل اشراق چاشت تحیۃ الوضو سب جائز ہیں۔ فقط، بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ
(فتاویٰ رشیدیہ کامل: ۲۳۸)

نماز جنازہ والے وضو سے فرض نماز:

سوال: نماز جنازہ جس وضو سے ادا کی جائے اس سے دوسری فرض نمازیں ادا کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ

جس وضو سے نماز جنازہ ادا کی جاوے اس وضو سے دوسری نماز فرض پڑھ سکتے ہیں۔ (اس لیے کہ جب وضو باقی ہے تو اس سے جتنی چاہے نمازیں پڑھ سکتا ہے، جو عوام میں مشہور ہے وہ بے اصل ہے۔ ظفیر) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱۳۷/۱)

==

ایک وضو سے کتنی نمازیں پڑھ سکتے ہیں:

سوال: زید نے صرف مسجد میں داخل ہونے کی غرض سے وضو کیا، یا قرآن چھونے کے لئے وضو کیا، یا نمازِ جنازہ ادا کرنے کی غرض سے وضو کیا، مذکورہ تینوں مقاصد سے کئے ہوئے وضو سے فرائض پڑھ سکتا ہے؟

هو المصوب

مذکورہ وضو سے فرائض ودیگر نمازیں پڑھ سکتے ہیں، وضو سے طہارتِ مطلقہ حاصل ہوتی ہے، وضو کسی نیت سے کیا جائے یا بلا نیت کیا جائے۔

تحریر: محمد مستقیم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء جلد ا صفحہ ۲۰۷و۲۰۸)

نماز جنازہ کے بعد تازہ وضو ضروری ہے یا نہیں:

سوال: مورخہ ۴؍رمضان کو ایک میت کے وارث نے آکر مسجد میں بیان کیا کہ ہم فلاں شخص کی میت لائے ہیں اس لئے میت کی نماز پڑھادی جائے ہم میت کو دفن کرنے بھی لے جائیں گے ورنہ لوگ پھر دفن میں نہ جائیں گے اور یہ میت کو رات بھر گھر میں نہیں رکھ سکتے ہیں، جس وقت وہ شخص مسجد میں آیا اس وقت تراویح شروع ہوکر صرف دو رکعت ہوئی تھی چنانچہ اس وقت مسجد کے باہر جاکر امام اور دیگر نمازیوں اور شرکاء نے نماز جنازہ پڑھی اور بعد نماز جنازہ، شرکاء جنازہ اور کچھ مقتدی میت لیکر قبرستان چلے گئے امام نے مسجد میں آکر تراویح شروع کردی اور بعد تراویح وتر اور نفل پڑھ لئے۔ مطلع فرمائیے کہ امام اور مقتدیوں کو بعد نماز جنازہ تازہ وضو کرکے نماز پڑھانا اور پڑھنا تھا یا کہ نہیں؟

الجواب وباللّٰہ التوفیق

امام نے صحیح عمل کیا، اس کو یہی کرنا چاہئے تھا، بعد نماز جنازہ تازہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں، نماز جنازہ سے

== **وضوءِ جنازہ سے وقتی فرض نماز پڑھ سکتے ہیں:**

سوال: حنفی جنازہ کی نماز کے لیے وضو کرے تو اس سے فرض وقتی یا قضا پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

جنازہ کی نماز کے لیے جو وضو کیا جاوے اس سے فرض وقتی وقضا نماز پڑھنا درست ہے۔ (اس لیے کہ وضو باقی ہے ایک وضو سے کئی نماز پڑھنا درست ہے، یہ غلط عوام میں مشہور ہے کہ اس وضو سے وقتی نماز درست نہیں۔ ظفیر) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱۵۰/۱)

ایک وضو سے نماز جنازہ اور فرض نماز پڑھنا:

سوال: کیا نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد اسی وضو سے فرض نماز ادا کرسکتے ہیں؟ (سید عبدالرحیم مانوت، پربھنی)

الجواب

وضو چوں کہ پاکی حاصل کرنے کا اصل طریقہ ہے اور حنفیہ کے یہاں وضو میں نیت کرنا ضروری نہیں، اس لئے وضو خواہ کسی بھی مقصد سے کیا جائے، دوسرے مقاصد کے لئے بھی جن میں وضو ضروری ہو، وہی وضو کفایت کرتا ہے، اس لئے نماز جنازہ کے لئے کئے گئے وضو سے دوسری نمازیں بھی ادا کی جاسکتی ہیں۔ (کتاب الفتاویٰ: ۵۳/۲)

وضونہیں ٹوٹتا ہے، یہ غلط اور جاہلانہ باتیں مشہور ہوگئی ہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد نظام الدین اعظمی ،مفتی دارالعلوم دیوبند،سہارنپور،۲۱/۹/۱۳۸۵ھ۔الجواب صحیح: محمود عفی عنہ

(منتخبات نظام الفتاویٰ:۱/۱۵۰۔۱۵۱)

جنازہ کے لئے کئے گئے وضو سے نماز فرض کی ادائیگی:

سوال(۱): زید نے جنازہ کی نماز کے لئے وضو کیا پھر اسی وضو سے مغرب کی نماز پڑھی ،آیا اس وضو سے نماز ادا ہو جائے گی یا دوبارہ وضو کرنا ہوگا۔

غسل کے وضو سے فرض وواجب کی ادائیگی:

سوال(۲): غسل کے وضو سے فرض نماز بلا کراہت جائز ہے یا کہ نہیں،اسی طرح عیدین کی نماز کے وضو سے فرض نماز ادا ہو جائے گی یا کہ نہیں۔

الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

(۱) دوبارہ وضو کرنا ضروری نہیں اس وضو سے ہر نماز پڑھ سکے گا۔

(۲) بلاشبہ جائز ہے اور یقیناً ادا ہو جائے گی،(۱) فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد نظام الدین اعظمی ،مفتی دارالعلوم دیوبند،سہارنپور،۲۱/۷/۱۳۸۵ھ

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید،محمد جمیل الرحمان، نائب مفتی دارالعلوم دیوبند۔(منتخبات نظام الفتاویٰ:۱/۱۵۰)

بدون نیت نہانے سے وضو ہو جائے گا:

سوال: بغیر کسی نیت کے یونہی نہالیا جائے ، یا سمندر میں تیرلیا جائے ،تو کیا وضو خود بخود ہو جائیگا؟ اگر ہو جائے گا تو کیا سر کا مسح بھی ہو جائے گا؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ باسم ملہم الصواب

وضو مع مسح صحیح ہو جائے گا،البتہ بدوں نیت کے ثواب نہیں ملے گا۔

"قال في العلائية: وصرحوا بأنه بدونها ليس بعبادة،وفي الشامية: أي الوضوء بدون النيةليس عبادةوذٰلک کأن دخل الماء مدفوعاًأومختاراً لقصد التبردأولمجرد إزالةالوسخ، كما في الفتح. (ردالمحتار:۱/۹۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔۲۱ /جمادی الآخرۃ ۹۳ھ۔(احسن الفتاویٰ:۲/۹)

---

(۱) لايستحب وضوء ان للغسل اتفاقاً،قال العلامةنوح آفنديؒ:بل وردمايدل على كراهيته،أخرج الطبرانيؒ في الأوسط عن ابن عباسؓ قال:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:"من توضأ بعد الغسل فليس منا". (شامی:۱/۱۱۷،مکتبہ فیض القرآن،دیوبند)

جنابت والے وضو سے نماز پڑھنی جائز ہے:

سوال: غسل جنابت کے لیے جو وضو کیا جاتا ہے اسی وضو سے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

جائز ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱۴۲/۱)

قبر کے اوپر وضو کرنے کا حکم:

سوال: ایک مسجد میں صحن مسجد سے علیحدہ ایک قبر پختہ بنی ہوئی ہے اور اس وقت اس قبر کا محض چونہ سے نشان بنا ہوا ہے باقی فرش کے ہموار ہے اس قبر کے آگے بلندی کے ساتھ دیوار ہے اور یہ دیوار فاصلہ سے ہے اور وضو کے لئے ہے پس زید اگر روبقبلہ ہوکر اس دیوار پر بیٹھ کر وضو کرتا ہے تو قدرے قلیل وضو کے پانی کی اس قبر کے نشان کی طرف چھینٹیں اڑ کر جاتی ہیں تو اس حالت میں زید کا وضو کرنا اس جگہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

عن عائشةؓ رضی اللّٰہ عنھا أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ وسلم قال: کسر عظم المیت ککسرہ حیاً، رواہ مالکؒ وأبو داؤدؒ وابن ماجة (مشکوٰۃ، اٰخر الفصل الثانی من باب دفن المیت) قال الطیبیؒ: إشارۃ إلٰی أنہ لا یھان المیت کما لا یھان الحی. (حاشیة) وعن عمرو بن حزمؓ قال: راٰنی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم متکئاً علٰی قبر فقال: "لا تؤذ صاحب ھذا القبر أو لا تؤذہ". رواہ أحمدؒ، (مشکوٰۃ) قال الحافظ فی الفتح: أی لا تھنہ، إلخ. (حاشیة تنقیح الرواۃ)

ان روایات اوران کی درایات سے مفہوم ہوا کہ جو معاملہ کسی کے ساتھ حیات میں موذی اور مکروہ ہے بعد ممات بھی وہی حکم ہے اور ظاہر ہے کہ اگر کسی زندہ شخص کے پاس بیٹھ کر اس طرح وضو کریں کہ اس پر چھینٹیں پڑیں تو وہ اس سے متاذی ہوگا اور موجب اہانت سمجھے گا، پس قبر کو بھی اس سے بچانا ضروری ہے، البتہ اگر نشان بھی نہ رہے تب کچھ حرج نہیں

۶/ ذیقعدہ ۱۳۳۸ھ، تتمۂ خامسہ صفحہ ۱۶۲۔ (امداد الفتاویٰ جدید:۳۹/۱)

گوبر لگا ہوا ہاتھ گھڑے میں ڈالے تو اس برتن کے پانی سے وضو جائز ہوگا یا نہیں:

سوال (۱): ایک عورت نے گوبر سے لیپ کر، ناپاک ہاتھ ٹھلیا میں ڈال کر دھوئے پھر اسی ہاتھ سے کھانا

---

(۱) عن عائشةؓ رضی اللّٰہ عنھا قالت: کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا یتوضأ بعد الغسل، رواہ الترمذیؒ. (مشکوٰۃ المصابیح، باب الغسل: ص ۴۸) لا یتوضأ بعد الغسل أی اکتفاءً بوضوئہ الأول فی الغسل وھو سنة. (مرقاۃ:۳۳۸/۱، ظفیر)

پکایا اگرچہ مشاہدہ نہیں مگر قرائن قویہ سے معلوم ہے کہ دیگر عورت سب ایسا ہی کرتی ہیں پس وہ کھانا کھانا اور اس ٹھلیا کا پانی یا انہیں کے لائے ہوئے پانی سے وضو درست ہے یا نہیں؟

اگر تالاب نزدیک ہو تو کیا تالاب ہی سے وضو کرنا چاہئے:

سوال (۲): اگر تالاب پاس ہو تو اس صورت میں ہر وقت تالاب پر جا کر وضو کرنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب

(۱) جبکہ مشاہدہ نہیں ہے تو یہ سب امور درست ہیں۔(۱) فقط

(۲) خواہ تالاب میں کرے یا گھڑے کے پانی سے سب درست ہے۔(۲) فقط واللہ اعلم (فتاویٰ دارالعلوم: ۳۴۶/۱)

جس لوٹے میں مسواک ڈالی جائے اس پانی سے وضو بلا کراہت درست ہے:

سوال: اگر مسواک کو وضو کرنے کے لوٹے میں ڈال دیں اور منشا اس کا یہ ہو کہ مسواک تر ہو جائے، تو اس پانی سے وضو کرنے میں کچھ کراہت تو نہیں ہے۔

الجواب

اس پانی میں کچھ کراہت نہیں ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ مسواک پانی سے دھو کر نرم کر لی جائے، لوٹے میں ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے۔

والسواک سنة مؤكدة،إلخ،بمياه ثلثة.(درمختار)بأن يبله فى كل مرة. (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱۸۴/۱)

ڈھیکلی کے پانی سے وضو جائز ہے:

سوال: ڈھیکلی کے پانی سے وضو کرنا جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) اليقين لايزول بالشک. (الأشباه والنظائر،القاعدة الثالثة: ص۷۵)

ولوشک فی نجاسة ماء أوثوب الخ لم يعتبر (درمختار) فی التاتارخانية: من شک فی إنائه أوثوبه أوبدنه أصابته نجاسة أولا فهوطاهر مالم يستيقن الخ وكذا مايتخذه أهل الشرک أوالجهلة من المسلمين كالسمن والخبز والأطعمة والثياب. (ردالمحتار: قبيل أبحاث الغسل: ۱۴۰/۱)

باقی جب یقین ہو تو ناپاک ہو جائے گا اور اس کو پاک کرنا ضروری ہوگا۔ وروث وخثى أفاد بهما نجاسة خرء كل حيوان غير الطيور وقالا: مخففة وفى الشرنبلالية: قولهما أظهر. (درمختار، ظفیر)

(۲) وتجوز الطهارة الحكمية بماء مطلق وهو مايسمىٰ فى العرف ماءً من غير احتياج تقييد فى تعريف ذاته، إلخ. (غنية المستملى: ۴۶، ظفیر)

(۳) ردالمحتار، سنن الوضوء: ۱۰۵/۱۔ ظفیر

الجواب

جائز ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۱۸۴)

سرکاری نہر سے وضو جائز ہے:

سوال: آج کل جو سرکاری نہر بغرض آبپاشی جاری ہے اگر ان نہروں میں بلا اجازت سرکار یا ملازم سرکاری کے وضو و غسل کرلے تو جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب

وضو اور غسل کے لئے اس نہر سے پانی لینا درست ہے۔(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۱۷۷)

سپلائی کے پانی سے وضو:

سوال: ہمارے محلّہ شہید اشفاق اللہ نگر واقع ممتاز ڈگری کالج کے کیمپس میں واقع مسجد میں پانی کا کنکشن مقامی محلّہ میں واقع دوڈا کی بورنگ ہے۔اس پانی سے وضو درست ہوگا یا حرام؟

واضح ہو کہ اس اسکیم سے (جو کہ عالمی بینک اور ادارہ برائے صحت کی مدد سے نافذ ہے) پانی کی سپلائی بغیر کسی قسم کی ادائیگی یا اجازت نامہ کے ہوتی ہے۔

هو المصوب

اس پانی سے وضو درست ہے۔(۳) البتہ ادائیگی یا اجازت لینا ضروری ہے۔

تحریر: محمد ظہور ندوی عفا اللہ عنہ۔(فتاویٰ ندوۃ العلماء:۱/۲۲۷)

استنجا کے بچے ہوئے پانی سے وضو جائز ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس پانی سے چھوٹا استنجا پاک کیا ہے اس کے باقی پانی سے وضو جائز ہے یا مکروہ؟

الجواب

اس پانی سے وضو بلا کراہت جائز ہے۔(۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (فتاویٰ رشیدیہ کامل:ص۲۳۸)

---

(۱) اس لئے کہ وہ پانی پاک ہے۔یرفع الحدث بماء مطلق هو ما يتبادر عند الإطلاق كماء سماء وأودية وعيون وآبار وبحار وثلج مذاب الخ. (الدر المختار علىٰ صدر رد المحتار، باب المياه:۱/۱۶۶،انیس)

(۲) أبو هريرة رضی اللہ عنہ يقول: سأل رجل النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله !إنا نركب البحر ونحمل معنا القليل من الماء فإن توضأنا به عطشنا أفنتوضأ من ماء البحر؟فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم:"هو الطهور ماءه الحل ميتته". (سنن النسائي،باب في ماء البحر،انيس)

(۳-۴) ایضاً،حاشیہ نمبر:۱۔

عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا:

سوال: ایک لوٹے میں پانی لے کر عورت نے وضو کیا، کیا حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس لوٹے کے بچے ہوئے پانی سے مرد کا وضو کرنا جائز ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلياً

مجھے ان کے مذہب کی تحقیق نہیں ۔(۱) فقط واللہ اعلم ۔حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۱۲۷/۵)

پانی میں پاک چیز مل جائے اور پانی مغلوب ہو جائے تو اس سے وضو جائز ہے یا نہیں:

سوال: اگر پانی مطلق میں کوئی پاک چیز مل جائے اور اس پر غالب ہو جائے یعنی رنگ اور پانی مل جائے، تو اس پانی سے وضو جائز ہے یا نہ؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

پانی میں اگر پاک چیز مل کر پانی مغلوب ہو جائے اور نام پانی کا باقی نہ رہے، یا رنگ اور مزہ باقی نہ رہے تو اس سے وضو جائز نہیں ہے۔ تفصیل اس کی درمختار کی اس عبارت میں ہے:

(و)لابماء(مغلوب ب)شيء (طاهر) الغلبةإمابكمال الامتزاج بتشرب نبات أوبطبخ بمالايقصدبه التنظيف الخ(درمختار).(قوله بما لايقصد به التنظيف)كالمرق وماء الباقلا أى الفول فإنه يصيرمقيداً ...... واحترز عما إذا طبخ فيه ما يقصد به المبالغة فى النظافة كالأشنان ونحوه فإنه لايضرما لم يغلب عليه فيصير كالسويق المخلوط.

اور پھر درمختار میں ہے:

(۱) نوٹ: احناف کے یہاں جائز ہے مگر کراہت کے ساتھ ۔جیسا کہ درمختار وشامی میں منقول ہے اور علامہ شامیؒ نے امام احمد بن حنبلؒ کا مذہب بھی ان کی کتابوں سے نقل کیا ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ ان کے یہاں صحیح و درست نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔ ''قال فى الدرالمختار:ومن منهياته التوضؤبفضل ماء المرأة.قال ابن عابدين:(قوله:ومن منهياته):يشمل المكروه تنزيهًا فإنه منهى عنه اصطلاحاً حقيقةً كما قدمناه عن التحرير آنفاً،(قوله:التوضؤالخ):قال فى السراج:ولايجوزللرجل أن يتوضأ ويغتسل بفضل المرأة،آه.ومفاده أنه يكره تحريماً،وعندالإمام أحمدؒ إذا اختلت امرأة مكلفة بماء قليل كخلوة نكاح، وتطهرت به فى خلوتها طهارة كاملة عن حدث لايصح لرجل أوخنثٰى أن يرفع به حدثه، كما هومسطورفى متون مذهبه،وهوأمرتعبدى لمارواه الخمسة أنه صلى اللّٰه عليه وسلم نهى أن يتوضأ الرجل بفضل طهور المرأة،قال فى غررالأفكار شرح دررالبحار فى فصل المياه بعد ما ذكرالمسئلة:ولنا ماروى مسلمؒ أن ميمونةؓ قالت:اغتسلت من جفنة فضلت فيها فضلة فجاء النبى صلى اللّٰه عليه وسلم يغتسل، فقلت:إنى اغتسلت منه،فقال:''الماء ليس عليه جنابة''.وماروى أحمدؒ منسوخ بهذا.أقول:مقتضى النسح أنه لايكره تحريماً عندنا بل ولاتنزيهًا وهومخالف لما مرعن السراج''.(ردالمحتار،كتاب الطهارة،مطلب فى الإسراف فى الوضوء:۱۳۳/۱)

وان خلت بالطهارةمنه امرأةفهوطهورولايجوزللرجل الطهارةمنه فى ظاهرالمذهب.(الانصاف فى معرفةالراجح من الخلاف على مذهب الامام احمدبن حنبل: ۴۷/۱،۴۸،وكذافى المغنى لابن قدامةالحنبلى: ۲۱۴/۱،مكتبة الرياض الحديثة، انیس)

مالم يزل الاسم:أي فإذازال الاسم،(لايجوز به الوضوء والغسل)وإن بقي علىٰ رقته.
پھر آگے لکھا ہے:
''**ومثله الزعفران إذا خالط الماء وصاربحيث يصبغ به فليس بماء مطلق**''.(۱)فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱۸۵/۱)

پانی میں رنگ کی بوآ گئی تو اس سے وضودرست ہے:

سوال: ڈرم یا ڈبہ وغیرہ کوسفیدہ یا رنگ لگانے سے کچھ دن پانی میں رنگ کی بوآتی ہےاور ذائقہ میں بھی فرق آجاتا ہے، یہ پانی وضواور غسل کےاستعمال کیلئے جائز ہے یانہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

اگر یہ رنگ خنزیر کے بالوں کے برش سے نہ کیا ہوتو اس پانی سے وضواور غسل جائز ہےاگر چہ پانی میں رنگ کی بو یا ذائقہ آجائے۔(۲)فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔یکم صفر ۸۹ھ (احسن الفتاویٰ:۴۴/۲)

پلکوں یاناک کامیل پڑنے والے پانی سے وضو:

وضو کے پانی میں اگر پلکوں کا ایک بال، آنکھوں کا چیپڑ اور ناک کا میل کم یازیادہ پڑجائے تو کیا اس پانی سے وضو جائز اور درست ہے، یا یہ کہ پانی ناپاک ہوجائے گا؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

وضو جائز ہے، پانی ناپاک نہیں ہوگا۔(۳)(آپ کے مسائل اوران کا حل جلد سوم:ص۲۷)

تازہ پانی کے ہوتے ہوئے مٹکے کے پانی سے وضوجائز ہے:

سوال: جب ہر وقت تازہ اورصاف پانی مل سکتا ہو،تو مٹکے کا بدبودار پانی پینااور وضو وغیرہ کرنا،اس سے جائز ہے یانہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

جب کہ پانی اس کا پاک ہےاور بدبو بسبب نجاست گرنے کے نہیں ہےتو وضووشرب اس سے درست ہے۔(۴)فقط
(فتاویٰ دارالعلوم:۱۸۶/۱)

---

(۱) الدرالمختار مع رد المحتار،باب المياه:۱۶۷/۱۔۱۶۸،ظفیر

(۲) اس لئے کہ وہ پانی پاک ہے۔يرفع الحدث بماء مطلق هوما يتبادرعند الإطلاق كماء سماء وأودية وعيون وآبار وبحار وثلج مذاب الخ.(الدرالمختارعلىٰ صدررد المحتار، باب المياه:۱۶۶/۱،انیس)

(۳) قوله عليه السلام:الماء طهورلاينجسه شيء إلاما غير لونه أوطعمه أو ريحه.(الهداية: ج:۱ص:۱۵۶،كتاب الطهارة)

(۴) أماالقليل فينجس وإن لم يتغيرخلافاً لما لك (لا لو تغيربطول مكث).(درمختار) أي لاينجس لوتغير.(ردالمحتار،باب المياه :۱۷۱/۱،ظفیر)

بدبودار پانی سے وضو کا حکم:

سوال　ایک مسجد میں سرکاری پائپ آتا ہے۔ کبھی کبھی اس پانی سے بدبو آنے لگتی ہے اندیشہ یہ ہے کہ وہ پائپ کہیں سے پھٹا ہوا ہے گندااور ناپاک پانی اس میں شامل ہوتا ہے۔ کیا اس بدبودار پانی سے وضو کر سکتے ہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

اس بدبودار پانی سے وضو نہ کریں۔

(وینجس) الماء القلیل (بموت مائی معاش بری مولد)...... (و بتغیر أحد أوصافه) من لون أو طعم أو ریح (ینجس) الکثیر ولو جاریاً إجماعاً، آه. (درمختار علی الشامیة، باب المیاه: ج ا ص: ١٧١) فقط واللّٰہ أعلم، محمد أنور عفا اللّٰہ عنه، ٢٧/٢/٧ ١٤٠٧ هـ (خیر الفتاویٰ: ٥٠/٢)

پاک حقہ کے پانی سے وضو درست ہے:

سوال:　درصورت میسر نہ آنے پانی کے حقہ کے پانی سے وضو کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

اگر حقہ پاک ہے تو درست ہے۔ (١) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ١٧٨/١)

حقہ کے پانی سے وضو:

سوال:　کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص وضو کر رہا تھا ابھی ایک پاؤں کا دھونا باقی تھا کہ پانی ختم ہو گیا دوسرا پانی موجود نہیں ہے البتہ حقہ کا پانی بقدر کفایت موجود ہے کیا یہ شخص حقہ کے پانی سے وضو پورا کر لے یا تیمّم کرے اگر جواب عدم جواز میں ہے تو کس دلیل سے، اگر جائز ہے تو کیوں کر؟ فقہ حنفی کی روشنی میں با دلائل اس مسئلہ کی وضاحت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں اور عند الناس مشکور ہوں۔

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

اگر حقہ پاک ہے تو اس کے پانی سے وضو کرنا جائز ہے، تمباکو کے دھویں کی وجہ سے اگر بو یا ذائقہ میں فرق آ جائے تو اس سے نجس نہیں ہوتا، (٢) دوسری بات یہ ہے کہ بدبودار چیز کے استعمال کرنے والے کو مسجد میں جانے سے منع

(١)　(لا) أی لا ینجس (لو تغیر، ب) طول (مکث) فلو علم نتنه بنجاسة لم یجز. (الدر المختار علی رد المحتار، باب المیاه، قبیل مطلب فی أن التوضی من الحوض أفضل، إلخ: ١٨٦/١ ـ ظفیر)

(٢)　کذافی الدر المختار: (لا) أی لاینجس (لو تغیر، ب) طول (مکث) فلو علم نتنه بنجاسة لم یجز. (کتاب الطهارة، باب المیاه: ج ا ص ٣٨٠، طبع مکتبه رشیدیه کوئٹه) و کذافی البحر الرائق: وتجوز الطهارة بماء خالطه شیء طاهر فغیر أحد أوصافه. (کتاب الطهارة: ج ا ص ١٢٧، طبع رشیدیه کوئٹه) وأیضاً فی البحر الرائق: یجوز الوضوء بماء أنتن بالمکث ... قید بقوله بالمکث لأنه لو علم أنه أنتن للنجاسة لایجوز به الوضوء. (کتاب الطهارة، ج ا ص ١٣٦، طبع رشیدیه کوئٹه)

کیا گیا ہے۔(۱) لیکن بہر حال اگر اور پانی موجود نہ ہو صرف حقہ کا پانی موجود ہو تو ایسی صورت میں تیمّم جائز نہیں۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ حررہ انور شاہ غفرلہ، نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم، ملتان، ۱۸/صفر ۱۳۸۹ھ۔ الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ، مفتی مدرسہ قاسم العلوم، ملتان ۲۰/صفر ۱۳۸۹ھ (فتاویٰ مفتی محمود جلد اول: ۴۳۰-۴۳۱)

دودھ، چھاچھ اور شوربہ سے وضو:

سوال: دودھ، چھاچھ، تیل وغیرہ سے وضو درست ہے یا نہیں؟ یا جس پانی میں دودھ یا چھاچھ غالب ہو از روئے رنگ درانحالیکہ صفتِ سیلان باقی ہے؟ اسی طریقے سے ہلدی پانی کے اندر ڈال کر غسل کرتے ہیں۔ فقہائے کرام یہ جو لکھتے ہیں کہ جب پاک شئی پانی کے اندر مل جائے جیسے صابون وغیرہ تو جب تک صفت سیلان باقی ہو اس سے وضو غسل درست ہے تو وہ شوربا جس کے اوپر روغن کا نام ونشان نہ ہو، اس سے وضو کرنا کیسا ہے، یا اس کے مثل سے؟

الجواب ــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

جو چیز پانی میں ملائی جائے اور اس کو ملانے سے پانی کا سیلان ورقّت میں فرق نہ آئے اور وہ چیز جامد ہو تو ایسے پانی سے وضو اور غسل درست ہے۔ اگر مائع ملایا جائے تو اگر اس میں تین اوصاف تھے تو دو وصف ظاہر ہونے پر، اگر دو وصف تھے تو ایک وصف ظاہر ہونے پر، اگر کوئی نہیں تھا تو اس کے نصف یا نصف سے زائد ہو جانے پر اس پانی سے وضو اور غسل درست نہیں:

" (ولا) يجوز الوضوء (بماء زال طبعه بالطبخ أو بغلبة غيره عليه، والغلبة فی مخالطة الجامدات بإخراج الماء عن رقته وسيلانه، ولا يضرّ تغير أوصافه كلها بجامد كزعفران وفاكهة و ورق شجر. والغلبة) تحصل (فی) مخالطة (المائعات بظهور وصف واحد من مائع له وصفان فقط كاللبن له اللون والطعم ولا رائحة له. و)الغلبة توجد (بظهور وصفين من مائع له) أوصاف (ثلاثة كالخل) له لون وطعم وريح. (والغلبة فی المائع الذی لا وصف له كالماء المستعمل...... (تكون بالوزن)"، مراقی الفلاح. (۳) فقط واللہ اعلم۔ حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۹/۴/۹۵ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۳۱/۵-۱۳۲)

(۱) وقال فی المشكوة: وعن جابر رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ عليه وسلم: "من أكل هذه الشجرة المنتنة فلا يقربن مسجدنا فإن الملائكة تتأذى مما تتأذى منه الإنس"، متفق عليه. (باب المساجد: ۱/ ۶۸، طبع مکتبہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

(۲) كذا فی الدر المختار: (وقدرة ماء)...... (كاف لطهره). (كتاب الطهارة، باب التيمم، مطلب فاقد الطهورين: ج ۱ ص ۴۷۷، طبع مكتبه رشيديه کوئٹہ)

(۳) مراقی الفلاح: ص ۲۴، کتاب الطهارة، قدیمی۔

دودھ، چھاچھ، تیل وغیرہ سے وضو درست نہیں ہے۔ سأل رجل ابن عباسؓ قال: إنا ننتجع الكلأ ولا نجد الماء فنتوضأ باللبن؟ قال: لا، عليكم بالتيمم. (مصنف ابن أبی شيبة، ۶۷، فی الوضوء باللبن، ج اول ص ۶۱، نمبر ۶۴۹)

اس قول صحابی میں ہے کہ دودھ سے وضو جائز نہیں ہے اسلئے کہ اس میں رقت اور سیلان پانی کی طرح نہیں ہے۔ قول تابعی یہ ہے۔

سمع عن الحسنؒ يقول: لا يتوضأ بنبيذ ولا لبن. (مصنف ابن أبی شيبة فی الوضوء باللبن: ۶۱/۱، نمبر ۶۵۰، انیس)

غیر نمازی کے بھرے ہوئے پانی سے وضو جائز ہے:

سوال: جو مؤذن نماز نہ پڑھے اس کے بھرے ہوئے پانی سے وضو کرنا درست ہے یا نہ؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

اس کے بھرے ہوئے پانی سے وضو درست ہے اور وضو کرنے والوں کی نماز میں کچھ نقصان نہیں ہے۔(۱) فقط

(فتاویٰ دار العلوم: ۱۷۶/۱)

کوئی بدعتی پانی دیدے تو اس سے وضو درست ہے:

سوال: عشرۂ محرم کو تعزیہ کے لئے مشکیں چھڑکواتے ہیں اگر کوئی شخص یہ مشکیں پانی کی مسجد کے سقاوہ میں بھروا دے تو اس پانی سے وضو درست ہے یا نہ؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

اس پانی سے وضو درست ہے(۲) اور چھڑکوانا اس کا تعزیہ کے لئے درست نہیں ہے۔(۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱۷۶/۱)

شیعہ یا مرزائی سے پانی لیکر وضو کرنا:

سوال: شیعہ یا مرزائی یا کافر کے گھر سے پانی لیکر وضو کرنا جائز ہے یا نہیں اور نماز ہوگی یا نہیں اور ان لوگوں کے گھر کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

شیعہ، مرزائی اور دوسرے کفار کے گھر سے پانی لے کر وضو کرنا جائز ہے، نماز ہوجائے گی۔(۴) ان کے گھر سے گوشت کھانا جائز نہیں، گوشت کے سوا دوسری چیزیں حلال ہیں، مگر زیادہ میل جول اور تعلقات مناسب نہیں، خصوصاً شیعہ اور مرزائی کے ساتھ تعلق رکھنا بہت خطرناک ہے، عام کافر سے اتنا خطرہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۲۳/ صفر ۹۰ھ (احسن الفتاویٰ: ۴۶/۲)

---

(۱) بھرنے والے کا اعتبار نہیں خواہ کوئی بھی ہو پاک پانی ہونا چاہئے۔ وتجوز الطهارة الحكمية بماء مطلق، إلخ، طاهر. (غنية المستملي، باب المياه: ۸۶/۱، ظفیر)

(۲) اس لئے کہ پانی پاک ہے۔ يرفع الحدث بماء مطلق هو مايتبادر عند الإطلاق كماء سماء وأودية وعيون وآبار وبحار وثلج مذاب الخ. (الدر المختار علیٰ رد المحتار، باب المياه: ۱۶۶/۱، ظفیر)

(۳) قال النبي صلى الله عليه وسلم: ما أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد، رواه مسلمؒ. (مشكوٰة المصابيح، باب الاعتصام بالكتاب والسنة: ص ۲۷، ظفیر)

(۴) خواہ پانی کسی کے پاس ہو، پانی پاک ہونا چاہئے۔ حوالہ سابق نمبر: ۱۔ انیس

ریل کے بیت الخلا میں وضو کرنا درست ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ سفر کے دوران ریل گاڑی کے بیت الخلا میں وضو کرنا درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔ (المستفتی عبدالحمید، مڈل اسکول درازندہ، ڈی آئی خان۔ ۱۹۷۲/۵/۲ء)

الجواب

درست ہے۔ (۱) وھوالموفق (فتاویٰ دیوبند پاکستان، المعروف بہ فتاویٰ فریدیہ جلد دوم: ۴۰)

نماز کی تیاری کے لئے غسل خانہ میں بیٹھ کر وضو بنانا کیسا ہے:

سوال: غسل کے وقت جو وضو غسل خانہ میں کیا جاتا ہے کیا اس سے نکلتے ہوئے پیر کا باہر آ کر دھونا ضروری ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً

ضروری نہیں، اس زمانہ میں چونکہ غسل خانہ پختہ فرش کے بنے ہوئے ہیں اس لئے ماء مستعمل فوراً بہہ جاتا ہے بخلاف پہلے زمانہ کے کہ اس وقت غسل خانے کچے ہوا کرتے تھے جس کی وجہ سے بعد میں پاؤں دھونے کا حکم تھا۔ (۲) فقط، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب، حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی (حبیب الفتاویٰ جلد دوم صفحہ: ۲۸)

حمام میں برہنہ وضو:

سوال: اگر حمام بند ہو تو کیا برہنہ ہو کر نہانا جائز ہے؟ اس طرح برہنہ رہتے ہوئے غسل کے ساتھ وضو کیا جائے تو کیا وضو درست ہوگا؟ اور اس سے نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ (محمد عادل احمد، فرسٹ لانسر)

الجواب

اگر حمام بند ہو اور بے ستری کا اندیشہ نہ ہو، تو بے لباس حالت میں بھی غسل کیا جا سکتا ہے، اس حالت میں وضو کیا جائے تو وہ بھی درست ہوگا، اور اس سے نماز پڑھنا بھی درست ہوگا، البتہ بہتر ہے کہ ایسی محفوظ اور پردہ کی جگہ پر بھی کمر اور گھٹنے کے درمیان کوئی کپڑا رکھے، یا کم سے کم انڈرویر کا استعمال کرے، کیونکہ فرشتے تو بہر حال انسان کے ساتھ رہتے ہیں اور ان سے بھی حیا چاہئے۔ (۳) (کتاب الفتاویٰ: ۵۷/۲)

---

(۱) قال العلامة الحصكفي: (ومن آدابه) أي الوضوء........... (الجلوس في مكان مرتفع) تحرزاً عن الماء المستعمل، وعبارة الكمال: وحفظ ثيابه من التقاطر، وهي أشمل. (الدر المختار على صدر ردالمحتار: جلد ۱ ص ۹۴، كتاب الطهارة)

(۲) (وسننه) أي الوضوء الخ (ثم يتوضأ) أطلقه فانصرف إلى الكامل، فلايؤخر قدميه ولو في مجمع الماء لما أن المعتمد طهارة الماء المستعمل الخ فحينئذ لاحاجة إلىٰ غسلهما ثانياً الخ ولعل القائلين بتأخير غسلهما إنما استحبوه ليكون البدء والختم بأعضاء الوضوء. (الدر المختار علىٰ صدر ردالمحتار، مطلب سنن الغسل: ۱۵۶/۱ تا ۱۵۸، بيروت، انيس)

(۳) ''لما قال العلامة ملا على القاريؒ: حاصل حكم من اغتسل عارياً أنه إن كان بمحل خالٍ لايراه أحد ==

غسل کرتے وقت بغیر لباس وضو کا حکم:

سوال: کپڑے اتار کر ننگے ہونے کی حالت میں وضو کرنے کا کیا حکم ہے؟ عوام میں یہ بات مشہور ہے کہ عریانی کی حالت میں وضو نہیں ہوتا۔

الجواب

کشفِ عورت نواقضِ وضو میں سے نہیں ہے، لہذا یہ بات عوام میں غلط مشہور ہے کہ عریانی کی حالت میں وضو جائز نہیں، غسل خانہ میں کپڑے اتار کر وضو کرنا جائز اور مشروع ہے، البتہ حیا کا تقاضہ یہ ہے کہ خلوت میں بھی ستر کی رعایت ہو۔

''لما قال العلامة ملا علی القاریؒ: حاصل حکم من اغتسل عارياً أنه إن كان بمحل خالٍ لایراه أحد یحرم علیه نظر عورته حل له ذلک لکن الأفضل التستر حیاءً من اللّٰه تعالیٰ''(مرقاة شرح مشکوٰة: ج ۲ ص ۳۹، باب الغسل، الفصل الثانی)(۱)(فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۲۶)

برہنہ وضو کرنے سے بھی وضو ہو جاتا ہے:

سوال: اگر برہنہ ہو کر غسل کیا جائے تو غسل ہو جاتا ہے یا نہیں؟ اگر اسی حالت میں وضو بھی کر لیا جائے تو وضو ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب

مذکورہ صورت میں غسل درست ہے ایسے ہی وضو بھی درست ہے، اب نماز پڑھنے کے لئے دوبارہ وضو کرنا ضروری نہیں۔

عن عائشة رضی اللّٰه عنها قالت: کان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم لا یتوضأ بعد الغسل، اھـ.(ترمذی شریف: ج ۱) فقط واللّٰه أعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، ۱۳۹۹/۱۱/۲۹ھ (خیر الفتاویٰ: ۲/۵۳-۵۴)

زمین پر نجاست نہ ہو تو بھیگا پَیر رکھنے سے پَیر نجس نہیں ہوگا:

سوال: وضو کرنے کے بعد گیلے پیر سے جہاں پر جوتے رکھے ہوئے ہوں، سوکھی جگہ کو جانا کیسا ہے؟

== یحرم علیه نظر عورته حل له ذلک لکن الأفضل التستر حیاءً من اللّٰه تعالیٰ''.(مرقاةالمفاتیح شرح مشکوٰةالمصابیح: ج ۲ ص ۳۹، باب الغسل، الفصل الثانی. انیس)

(۱) عن أم هانئ بنت أبی طالب تقول: ذهبت إلیٰ رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم عام الفتح فوجدته یغتسل وفاطمةؓ تستره''.(الصحیح للبخاری: ج ۱ ص ۴۲، باب من اغتسل عریاناً وحده فی الخلوة)

ومثله عن میمونةؓ فی الصحیح لمسلمؒ: ج ۱ ص ۱۵۴، باب تستر المغتسل بثوب ونحوه.

پھر پیر دھونا ضروری ہے کہ نہیں، پیر ناپاک ہوگا یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

اگر وہاں نجاست ظاہراً موجود نہ ہوتو پھر پَیر ناپاک نہیں ہوگا۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۲۸۵/۵)

تر پاؤں کا کسی جگہ ڈال دینا اس کو نجس نہیں کرتا:

سوال: ایک شخص نے وضو کر کے تر پاؤں ایسی جگہ رکھے جہاں جوتے رکھے تھے اور پھر صفوف مسجد پر پھرا اور پھر مسجد کے لوٹے کو ہاتھ لگائے اور نماز ان صفوں پر پڑھی، کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ

اس صورت میں اس شخص کے پیر ناپاک نہیں ہوئے۔ لہٰذا لوٹے و صفیں سب پاک ہیں اور وضو و نماز سب کی صحیح ہے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ دارالعلوم: ۳۷۲/۱)

اعضاءِ وضو پر تری کے ساتھ مصلّٰی پر جانا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غسالہ:

سوال: وضو کرنے کے بعد جو پانی اعضائے وضو پر باقی رہتا ہے، اس کے ساتھ مصلی پر جانا کیسا ہے؟ دراں حالیکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرمارہے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس پانی کو لے کر اپنے چہروں پر مَل رہے تھے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

اعضائے وضو پر جو پانی کا اثر باقی رہتا ہے وہ ماء مستعمل یا نجس نہیں ہے، اس کے ساتھ مصلی پر جانا بلاشبہ درست ہے:

"فما دام علی العضو لایصیر مستعملاً اھـ". (بحر: ۹۳/۱)(۳)

---

(۱) "إذاوضع رِجله علیٰ أرض نجسة،أوعلیٰ لبد نجس،إن كانت الرجل رطبةً والأرض أواللبد يابساً وهو لم يقف عليه بل مشى، لاتتنجس رِجله،ولوكانت الرجل يابسةً والأرض رطبةً وظهرت الرطوبة في الرجل، تتنجس رجله ......الخ". (المحيط البرهاني: ۲۱۳/۱،الفصل السابع في النجاسة،غفارية)

(۲) مشى في حمام ونحوه لاينجس مالم يعلم أنه غسالة نجس (درمختار)أي كما لومشى على ألواح مشرعة بعد مشي من برجله قذر لايحكم بنجاسة رجله مالم يعلم أنه وضع رجله علیٰ موضعه للضرورة،فتح،وفيه عن التجنيس: مشى في طين أوأصابه ولم يغسله وصلى تجزيه مالم يكن فيه أثر النجاسة لأنه المانع إلا أن يحتاط أمافي الحكم فلا يجب.(ردالمحتار،فصل في الاستنجاء، قبيل كتاب الصلوٰة: ۳۲۴/۱،ظفير)

(۳) البحر الرائق: ۱۶۸/۱،الماء المستعمل، رشيديه.

تنبیہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غسالہ شریف پر دوسروں کے غسالہ کو قیاس نہ کیا جائے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۳۲/۲/۹۱ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۳۲/۵، ۱۳۳)

سوتے وقت وضو یا تیمّم:

سوال: کیا سوتے وقت باوضو لیٹنا چاہئے؟

الجواب

شب کو اور قیلولہ کے وقت میں اگر ممکن ہو تو وضو ورنہ تیمّم کر کے سوئیں۔(۲)

قال في الشامي: و كذا يقوم التيمم مقام الوضوء لنحو نوم و دخول مسجد. (شامي: ج۱ص۹۳)

وقال في الطحطاوي: (قوله: وندب الوضوء للنوم علىٰ طهارة)، ظاهره أنه لا يأتي بذلك المندوب إلا إذا أخذه النوم وهو متطهر. (طحطاوي: ص۴۶) (مکتوبات: ج۱ص۷۶)

(فتاویٰ شیخ الاسلامؒ: ص۱۸)

وضو کے بعد بوسہ:

سوال: مرد و عورت جن کی عمریں ۵۵ سے ۶۵ سال کے درمیان ہوں، صبح نماز کے بعد محبت و عقیدت کے خیال سے ایک دوسرے کی پیشانی چوم لیں تو وضو قائم رہے گا یا نہیں؟

هو المصوب

اگر خروجِ مذی نہ ہو تو وضو باقی رہے گا ورنہ وضو جاتا رہے گا۔(۳)

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء جلد اول صفحہ ۲۱۱)

اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو:

سوال: زید کہتا ہے کہ باوضو ہو کر اونٹ کا گوشت کھا لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، شریعت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

---

(۱) وقد صح أن أصحاب رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم بادروا إلى وضوءه، فمسحوا به وجوههم، فلو كان نجساً لمنعهم كما منع أباطيبة الحجام عن شربه دمه. (العناية شرح الهداية علىٰ هامش فتح القدير: ۸۷/۱، مصطفى ألباني الحلبي، مصر)

(۲) یعنی یہ بہتر ہے۔انیس۔

(۳) مرد و عورت کے معانقہ کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے چاہے لباس پہنے ہوں یا بے ستر ہوں۔ بوس و کنار سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے چاہے مرد و عورت ایک دوسرے کا بوسہ لیں یا بچوں کا لیں، طہارت کے احکام و مسائل، ص۱۳۵، انیس)۔

عن عائشةؓ أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قبّل بعض امرأته.....ولم يتوضأ. (سنن أبي داؤدؒ، باب الوضوء من القُبلة، كتاب الطهارة، حديث نمبر: ۱۷۹)

وليس في المذى والودى غسل وفيهما الوضوء. (الهداية مع الفتح: ج۱ص۷۱)

هو المصوب

کسی چیز کا بھی گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹے گا، ہاں بہتر یہ ہے کہ گوشت کھانے کے بعد کلی وغیرہ کر لی جائے:
عن أبي أمامةؓ: إذا كان أحدكم على وضوء فأكل طعاماً فلايتوضأ إلا أن يكون لبن الإبل إذا شربتموه، فتمضمضوا بالماء. (إعلاء السنن: ج ۱ ص ۱۰۸)

تحریر: مسعود حسن حسنی، تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء جلد اول، صفحہ: ۲۱۱و۲۱۲)

چائے و پان کے بعد بغیر کلی کے نماز پڑھنا:

سوال: کوئی شخص چائے پینے اور پان کھانے کے بعد اس قدر توقف کرے کہ اثر پان اور چائے کا زائل ہو جاوے تو بلا مضمضہ نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ یا ضرورت مضمضہ کی ہے؟

الجواب

مضمضہ کرنا پھر بھی بہتر ہے اور نہ کرے تب بھی نماز ہو جاوے گی۔ (۱) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند یعنی عزیز الفتاویٰ: ۱/۱۹۴)

مہندی کے بعد وضو:

سوال: ہماری ناپاکی کے نو دن باقی تھے اس لئے ہم نے ہاتھ اور بالوں میں مہندی لگالی لیکن میں اچانک پاک ہوگئی، جاننے کے بعد فوراً دھوڈالا لیکن مہندی کا رنگ ابھی باقی ہے ایسے میں نماز پڑھنا اور قرآن چھونا جائز ہے کہ نہیں؟

هو المصوب

مہندی کا رنگ پاکی کے لئے مانع نہیں ہے۔ (۲) اس لئے پاکی کے بعد نماز درست ہوگی۔

نوٹ: ناپاکی کی حالت میں مہندی لگانا جائز ہے اس کا رنگ ہر حال میں پاک ہے، عورت خون ماہواری کی حالت میں نماز روزہ اور قرآن پڑھنے سے اور چھونے سے روکی گئی ہے، اس کے جسم کے کپڑے پر اگر نجاست نہیں لگی ہے تو وہ بھی پاک ہے، یہاں تک کہ اس کا پسینہ بھی پاک ہے۔ غسلِ طہارت کے بعد ماہواری کے زمانہ میں پہنے ہوئے کپڑے بغیر دھوئے بھی پہن سکتی ہے۔ (ناصر علی)

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء جلد اول، صفحہ: ۲۱۲)

---

(۱) **عن أبي أمامةؓ: إذا كان أحدكم على وضوء فأكل طعاماً فلايتوضأ إلا أن يكون لبن الإبل إذا شربتموه، فتمضمضوا بالماء. (إعلاء السنن: ج ۱ ص ۱۰۸، انیس)**

(۲) **وفي الجامع الصغير: سئل أبو القاسمؒ عن وافر الظفر الذي يبقى في أظفاره الدرن أو الذي يعمل عمل الطين أو المرأة التي صبغت أصبعها بالحناء أو الصرام أو الصباغ، قال: كل ذلك سواء يجزيهم وضوئهم إذ لا يستطاع الامتناع منه إلا بحرج. (الفتاوىٰ الهندية: ج ۱ ص ۴)**

سرخی، پاؤڈر، کریم کی موجودگی میں وضو کا حکم:

سوال: لپ سٹک، کریم اور پاؤڈر کے ہوتے ہوئے وضو کرنا کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

مروجہ سرخی، کریم وغیرہ تیل کے مانند ہے اور پاؤڈر گرد وغبار کے مانند، جس کی وجہ سے اعضا پر تہہ نہیں بنتی، اس لئے ان کے ہوتے ہوئے بھی وضو درست ہے لیکن وضو کرتے وقت اولاً ان کو گیلا کرے پھر دھوئے، البتہ اگر سرخی یا کریم ایسی ہو جس سے ناخن پر پالش کی طرح تہہ جمتی ہو تو پھر وضو یا غسل جائز نہیں۔

"لما قال العلامة الکاسانیؒ: عن خلف بن أیوبؒ أنه قال: ینبغی للمتوضی فی الشتاء أن یبل أعضائه شبه الدهن ثم یسیل الماء علیها لأن الماء یتجافی عن الأعضاء فی الشتاء. (بدائع الصنائع: ج۱ص۳، کتاب الطهارة)(۱) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم، صفحہ: ۵۱۱)

ہاتھ پیر میں تیل لگا یا اس کا وضو ہوا یا نہیں:

سوال: ایک شخص نے ہاتھ پیر میں تیل لگا یا اس کا وضو ہوا یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

وضو ہو جائے گا۔

"وإذا ادهن رجلیه ثم توضأ وأمرّ الماء علیٰ رجلیه فلم یقبل الماء لمکان الدسومة جاز الوضوء"۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی (حبیب الفتاویٰ: ۴۸/۴)

وضو میں بھویں، داڑھی اور مونچھ کے نیچے کھال کا دھونا:

سوال: بھویں، داڑھی یا مونچھ اگر اس قدر گھنی ہیں کہ کھال نظر نہ آئے تو اس کھال کا دھونا جو اس سے چھپی ہے فرض ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

فرض نہیں۔ شامی: ۶۶/۱۔(۲) (فتاویٰ محمودیہ: ۴۲/۵)

---

(۱) وفی الهندیة: أیضاً ج۱ص۹، الفصل الثانی فی المستحبات.

(۲) "(لا غسل باطن العینین) والأنف والفم وأصول شعر الحاجبین واللحیة والشارب" (الدر المختار) "یحمل هذا علیٰ ما إذا کانا کثیفین، أما إذا بدت البشرة فیجب کما یأتی له قریباً عن البرهان، وکذا یقال فی اللحیة والشارب". (ردالمحتار: ۹۸،۹۷/۱، أرکان الوضوء أربعة، سعید، وکذا فی الفتاویٰ العالمگیریة: ۴/۱، الفصل الأول فی فرائض الوضوء، رشیدیه، وکذا فی الفتاویٰ التاتارخانیة: ۸۹/۱، الوضوء، إدارة القرآن، کراچی)

لمبی مونچھ والے کے وضو کا حکم:

سوال: ایک شخص کی مونچھ لمبی ہے اس حال میں وضو کرتا ہے لیکن بال کے نیچے پانی نہیں پہنچتا تو وضو ہوا یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

وضو ہوگیا۔(۱) ''وإذا كان شارب المتوضى طويلاً ولايصل الماء تحته عند الوضوء جاز، وعليه الفتوىٰ''. (كمافى الفتاوىٰ الهنديه: ۱/۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم، حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی (حبیب الفتاویٰ: ۴/۴۷ و ۴۸)

وضو کے بعد ہاتھ پاؤں پر صابن لگانے کا حکم:

سوال: سرد علاقوں میں ہاتھ پاؤں کو پھٹنے سے بچانے کے لئے وضو مکمل کرنے کے بعد ہاتھ پاؤں پر مختلف قسم کا صابن لگایا جاتا ہے، کیا اس سے وضو متاثر ہوگا یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

صابن بذاتِ خود پاک چیز ہے اور نظافت کے لئے اس کا استعمال جائز ہے اس لئے مذکورہ صورت میں صابن لگا کر باقی رکھنا اور پھر اس کے ساتھ نماز پڑھنا درست ہے۔

قال القدوریؒ: ويجوز الطهارة بماء خالطه شئ طاهر فغير أحد أوصافه كماء المد والماء الذى اختلط به الزعفران والصابون ...... الخ. (مختصر القدورى، كتاب الطهارة: ص ۹) (۲) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم، صفحہ: ۵۱۶)

بے وضو ''ناپاک'' نہیں کہلائے گا:

سوال: زید (جو کہ عالم ہیں) ایک مرتبہ مسجد میں زکوٰۃ کے عنوان پر تقریر کر رہے تھے، دوران تقریر انہوں نے کہا کہ ''زکوٰۃ کی ادائیگی کے ذریعہ بقیہ مال کو پاک کرلیا جاتا ہے'' اور پاک کرنے کا مطلب سمجھاتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ''اگر کوئی شخص یہ سوچے کہ ہمارے مال میں کہیں کوئی گندگی تو ہے نہیں اور کوئی ناپاکی تو نظر نہیں آرہی ہے تو پھر مال کو پاک کرنے کا کیا مطلب ہوا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت کے بعض احکام ایسے ہیں کہ جن کی حکمتوں کو ہم سمجھنے سے قاصر ہیں اور وہاں تک ہماری رسائی ناممکن ہے، چاہے ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے، ہمیں بے چوں و چرا شریعت

---

(۱) مونچھ اگر منڈے ہوئے ہوں تو اس کی جلد کا وضو میں دھونا فرض ہے اور منڈے ہوئے نہ ہوں تو ان کی جڑوں تک پانی پہونچانا چاہئے۔ اگر مونچھ گھنے اور بڑے ہوں اور ان کی تہہ تک پانی پہونچانا دشوار ہو تو مونچھ کے بالوں پر پانی بہانا کافی ہوگا (الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۱/۸۸، ۸۹)

اور اگر مونچھ گھنے اور اتنے بڑے ہوں کہ ہونٹ کو بھی چھپا لیتے ہوں تو پانی سے تر انگلیوں سے مونچھ کے بالوں کا خلال کرنا واجب ہے تاکہ ہونٹوں تک تری پہنچ جائے۔ (ردالمحتار: ۱/۱۰۱) طہارت کے احکام و مسائل، ص ۱۰۳، انیس)

(۲) **قال إبراهيم الحلبیؒ: وتجوز الطهارة بماء خالطه شئ طاهر فغير أحد أوصافه كماء المد والماء الذى يختلط به الأشنان والصابون أو الزعفران...... الخ. (كبيرى، باب مايجوز به الطهارة: ص ۹۰)**

کے ہر حکم پر عمل کرنا ہے'' اور مثال اس طرح دی کہ ''جس طرح انسان پاخانہ اور پیشاب سے فارغ ہوتا ہے اور محل نجاست کو شریعت کے حکم کے مطابق صاف بھی کرلیتا ہے اب بظاہر اس کے جسم پر کہیں کوئی گندگی نہیں ہے کوئی ناپاکی نہیں ہے لیکن کیا وہ اس حالت میں نماز پڑھ سکتا ہے، اور دیگر وہ عبادات جس کے لئے وضوضروری ہے کیا وہ بغیر وضو کر سکتا ہے؟ ظاہر ہے کہ شریعت کا حکم ہے کہ وہ بغیر وضو کے نہیں کرسکتا تو اس سے معلوم ہوا کہ اس صورت میں اگر چہ بظاہر کوئی گندگی اور ناپاکی نظر نہیں آرہی ہے لیکن شریعت مطہرہ نے بغیر وضو کے انہیں ناپاک سمجھا ہے اور بغیر طہارت یعنی بغیر وضو کے وہ نماز نہیں پڑھ سکتا ہے۔ اسی طرح شریعت نے زکوٰۃ کی ادائیگی کے بغیر پورے مال کو ناپاک سمجھا ہے اور ایک مخصوص مقدار زکوٰۃ کی صورت میں ادا کردینے سے پورا مال پاک ہوجاتا ہے جس طرح چند مخصوص اعضا کا وضو کے اندر دھل لینے سے شریعت پورے جسم کو پاک سمجھتی ہے اور پھر نماز وغیرہ وہ تمام عبادات جو بغیر وضو کے جائز نہیں ہوتے اب شریعت انہیں اس حالت میں (یعنی وضو کی حالت میں) کرنے کی اجازت دے دیتی ہے''۔

نماز کے بعد بکر نے (جو عالم تو نہیں ہیں لیکن دین سے واقفیت ہے) زید کے اس جملہ ''بغیر وضو کے شریعت مطہرہ نے انہیں ناپاک سمجھا ہے'' پر اعتراض کردیا اور وہ بحث یہ کرنے لگے کہ ''صرف حالت جنابت ہی میں کسی کو 'ناپاک' کہا جاسکتا ہے اور اس کے علاوہ کی حالتوں میں انہیں ''بے وضو' تو کہہ سکتے ہیں لیکن ''ناپاک'' نہیں کہہ سکتے''۔ چنانچہ زید نے انہیں سمجھایا کہ حدث یعنی ناپاکی کی دو قسمیں ہیں:

(۱) حدث اکبر (بڑی ناپاکی یعنی حالت جنابت والی ناپاکی)

(۲) حدث اصغر (یعنی چھوٹی ناپاکی) یعنی وہ حالت جس میں کہ انسان پر غسل فرض ہو تو وہ بڑی ناپاکی ہے اور جس حالت میں صرف وضو کرنا ضروری ہو اور بغیر وضو کے وہ عبادت نہیں کرسکتے تو وہ چھوٹی ناپاکی ہے۔ بہر حال ناپاکی کی حالت دونوں حالتوں کو کہہ سکتے ہیں بس فرق یہ ہے کہ وہ بڑی ناپاکی ہے اور یہ چھوٹی ناپاکی۔ لیکن بکر کی ضد یہ ہے کہ آپ کا یہ جملہ غلط ہے اس پر دونوں کے درمیان کافی بحث بھی ہوچکی ہے۔ چنانچہ زید نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ علماء کرام سے اس سلسلہ میں دریافت کرلیجئے اگر میری غلطی ہے تو میں تسلیم کرلوں گا۔

لہٰذا برائے مہربانی واضح فرمادیں کہ کیا زید کا مذکورہ جملہ مذکورہ پس منظر میں صحیح ہے، یا غلط؟ بات زید کی صحیح ہے، یا بکر کی؟

هو المصوب

بکر کا کہنا کہ ''بغیر وضو کی حالت کو ناپاک نہیں کہا جائے گا''، یہ درست ہے۔ شریعت ایسے شخص کو ناپاک نہیں کہتی۔ البتہ یہ معنوی ناپاکی ہے۔ لہذا نماز وغیرہ میں وضو شرط ہے۔

تحریر: محمد مستقیم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲۹۲/۱ تا ۲۹۴)

تسبیح کے لئے وضو:

سوال: کیا بغیر وضو تسبیح پڑھی جا سکتی ہے؟

هو المصوب

بغیر وضو کے تسبیح پڑھنا بلا کراہت درست ہے۔

تحریر: محمد طارق ندوی، تصویب: محمد ظہور ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء جلد اول صفحہ:۲۲۲)

بغیر وضو کے درود شریف:

سوال: کیا بغیر وضو کے درود شریف پڑھ سکتے ہیں؟ یا وضو کر کے ہی پڑھنا ضروری ہے؟ نیز کیا اسکول، گھر، بازار وغیرہ میں بھی چلتے پھرتے پڑھ سکتے ہیں؟ (زاہدہ سلطانہ، قاضی پورہ)

الجواب

درود شریف کا وہی حکم ہے جو دوسرے اذکار اور دعاؤں کا ہے، قرآن کے علاوہ تمام اذکار کا حکم یہ ہے کہ ان کو نہ صرف بے وضو بلکہ حالت جنابت میں بھی پڑھا جا سکتا ہے، جگہ کی بھی کچھ قید نہیں، مسجد ہو، گھر ہو، بازار ہو، یا اسکول، چلتے پھرتے ذکر کر سکتے ہیں اور درود پڑھ سکتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ کے ذکر میں مشغول رہتے تھے۔

"كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يذكر الله علىٰ كل أحيانه". (۱)

ظاہر ہے کہ ہر حالت میں وہ حالت بھی شامل ہے، جس میں وضو نہ ہو، اور وہ حالت بھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بازار سے گزر رہے ہوں، ہاں ایسے مقامات پر اللہ کا ذکر مناسب نہیں جو تقاضۂ احترام کے خلاف ہے، جیسے: بیت الخلاء، حمام، قضاء حاجت کی حالت، یا میاں بیوی کی مقاربت کی حالت، ان مواقع میں درود پڑھنا بھی مکروہ ہے؛ البتہ تلاوت قرآن کا حکم عام اذکار سے مختلف ہے، بے وضو قرآن کی تلاوت کی جا سکتی ہے، لیکن بغیر غلاف کے قرآن کو اس حالت میں چھوا نہیں جا سکتا، اسی طرح اگر غسل کی حاجت ہو (یعنی غسل فرض ہو) تو قرآن کی زبانی تلاوت کرنا بھی درست نہیں۔ (کتاب الفتاویٰ:۲/۵۴-۵۵)

ذکر ہر حالت میں جائز ہے:

سوال: ایک شخص بلا لحاظ پاکی و ناپاکی کے ہر وقت اٹھتا، بیٹھتا، یا اللہ، یا رحمٰن، یا رحیم، یا کریم پڑھا کرتا ہے، یہ جائز ہے یا ناجائز اور ثواب ہوتا ہے یا نہ؟

(۱) صحیح مسلم، حدیث نمبر:۳۷۳، عن عائشة رضی اللہ عنها، باب ذكر الله تعالىٰ فی حال الجنابة وغيرها، كتاب الحيض۔

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

یا اللہ، یارحمٰن، یارحیم، یا کریم، اٹھتے بیٹھتے پڑھنا اور اس کی عادت کر لینا جائز بلکہ عمدہ اور اولیٰ ہے، اور پڑھنے والے کے لئے اجر و ثواب ہے۔

اور وضو سے ہو تو اچھا ہے اور زیادہ ثواب ہے اور بے وضو بھی درست ہے اور اس میں بھی ثواب ہے۔(۱) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۱۷۱)

بغیر وضو قرآن پڑھنا:

سوال: بغیر وضو قرآن مجید کھول کر پڑھ بھی سکتا ہے یا کہ نہیں۔

الجواب ــــــــــــــــ وباللہ التوفیق

جنابت اور حاجت غسل کی حالت میں قرآن پاک پر کپڑا لپٹا ہوا ہو تو اس کے اوپر سے چھو سکتے ہیں۔(۲) اور ساتھ میں لے جا بھی سکتے ہیں، بغیر کسی حائل کے جنابت کی حالت میں، اسی طرح بے وضو کی حالت میں بلا کسی حائل کے نہیں چھو سکتے، فرق یہ ہے کہ بے وضو کے زبان سے بلا قرآن پاک چھوئے ہوئے پڑھ سکتا ہے اور حاجت غسل کی حالت میں بلا غسل کئے زبان سے بھی نہیں پڑھ سکتا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد نظام الدین اعظمی، مفتی دارالعلوم دیوبند، سہارنپور، ۲۱/۱۰/۱۳۸۵ھ، الجواب صحیح: محمود عفی عنہ (منتخبات نظام الفتاویٰ: ۱/۱۵۶)

بلا وضو تلاوت کرنا:

سوال: کیا تلاوت قرآن پاک سامنے رکھ کر بلا وضو کر سکتے ہیں۔ ایک صاحب نے بتلایا کہ بے وضو بھی پڑھ سکتے ہیں، چھو سکتے ہیں۔

ھو المصوب ــــــــــــــــــــــــــ

قرآن مجید کا بغیر وضو چھونا جائز نہیں ہے، ہاں بغیر وضو اس کو پڑھ سکتے ہیں۔(۳)

تحریر: مسعود حسن حسنی۔ تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء جلد اول صفحہ: ۲۲۳)

قرآن و دینی کتابیں چھونے کے لئے وضو:

سوال (۱): کلام اللہ کیا ناپاکی میں چھوا جا سکتا ہے؟

---

(۱) وإلا فالوضوء لمطلق الذكر مندوب وتركه خلاف الأولىٰ. (الدر المختار علىٰ رد المحتار، أبحاث الغسل: ۱/۱۶۱)

(۲) حرمة مس المصحف، لايجوز لهما وللجنب والمحدث مس المصحف إلا بغلاف متجافٍ عنه كالخريطة. (فتاویٰ ہندیہ: ۱/۸۳، رشیدیہ، پاکستان)

(۳) لاَ يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ، سورة الواقعة: ۷۹، ويحرم به أى بالأكبر وبالأصغر مس مصحف. (درمختار مع الرد: ج۱ص۳۱۵)

(۲): کیا غیر مسلم کو ہدیۃً کلام اللہ دیا جا سکتا ہے؟

(۳): کلام اللہ کی بے حرمتی کرنے والے کی صحبت اختیار کرنا کیسا ہے؟

هو المصوب

(۱) ناپاکی کی حالت میں کلام اللہ چھونا اور پڑھنا دونوں جائز نہیں ہے۔(۱)

(۲) اگر غیر مسلم کلام اللہ کا احترام ملحوظ رکھ سکتا ہے اور ہدایت کی امید ہو تو ایسے غیر مسلم کو کلام اللہ بطور ہدیہ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳) ایسے شخص کی صحبت اختیار کرنے سے اجتناب لازم ہے۔

تحریر: محمد مستقیم ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء جلد اول صفحہ ۲۱۹و۲۲۰)

غیر مسلم کا قرآن چھونا، قرآن کی کتابت کرنا اور قرآن کی تعلیم حاصل کرنا جائز ہے:

مسئلہ: غیر مسلم کو قرآن چھونا اور قرآن کی تعلیم دینا جائز ہے یا نہیں، اور غیر مسلم کا قرآن کی کتابت کرنا یا قرآن کی کسی سورت کا لکھنا یا قرآن کو ہدیہ کرنا (بیچنا) جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

غیر مسلم کو بغیر نہائے قرآن کا چھونا جائز نہیں ہے،(۲) فتاویٰ قاضی خان میں ہے:

الحربی والذمی إذا طلب تعلم القرآن تعلم لكنه يمنع من مس المصحف إلا إذا اغتسل.

(حربی اور ذمی جب قرآن کی تعلیم کسی مسلمان سے حاصل کرنا چاہیں تو ان کو قرآن کی تعلیم دی جائے لیکن قرآن کے چھونے سے ان کو روکا جائے جب تک وہ غسل نہ کرلیں۔)

اور اسی کتاب میں ہے:

کافر من أهل الذمة طلب من مسلم أن يعلم القرآن والفقه قالوا لا بأس بأن يعلم القرآن والفقه في الدين لأنه عسى أن يهتدي إلى الإسلام فيسلم إلا أن الكافر لا يمس المصحف.

(کافر خواہ حربی ہو یا ذمی جب کسی مسلمان سے قرآن یا فقہ کی تعلیم حاصل کرنا چاہے تو علما فرماتے ہیں کہ اس کے تعلیم دینے میں کوئی حرج نہیں ہے اس لیے کہ امید اس امر کی ہوتی ہے کہ قرآن اور فقہ کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہ مسلمان ہو جائے، لیکن کافر کو قرآن چھونا درست نہیں۔)

---

(۱) لاَ يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ، سورۂ واقعہ: ۷۹، لا يمس القرآن إلا طاهر. (المستدرک علی الصحيحين: ج۱ص۵۵۲، حديث نمبر: ۱۴۴۷) لا تقرأ الحائض والجنب من القرآن شيئاً. (جامع الترمذی، أبواب الطهارة، باب الجنب والحائض أنهما لا يقرآن، حديث نمبر: ۱۳۱)

(۲) البتہ جہاں معلوم ہو کہ غیر مسلم روزانہ غسل کرتے ہیں وہاں انہیں قرآن دیا جا سکتا ہے۔ انیس

اور جن لوگوں کو قرآن چھونا درست نہیں ان کو قرآن کا لکھنا بھی درست نہیں، اسی فتاویٰ میں ہے:

من لایباح له مس المصحف لایکتب القرآن وإن کانت الصحیفة علی الأرض لایمسها بیده وهو قول محمد وبه أخذ مشایخنا.

(جن لوگوں کو قرآن کا چھونا درست نہیں ان کو قرآن کا لکھنا بھی درست نہیں ہے اگر چہ قرآن لکھتے وقت کاغذ زمین پر رکھا ہوا اور اس کاغذ پر لکھنے والے کا ہاتھ بھی نہ لگتا ہو، یہ قول امام محمدؒ کا ہے جس کو ہمارے مشائخ نے اختیار کیا ہے۔)

اور قرآن کے چھونے اور لکھنے کا جو حکم پورے قرآن کے لیے ہے وہی حکم قرآن کے اوراق کا اور بندھی ہوئی جلد کا بھی ہے، جیسا کہ صاحب بحر ''وقراءة القرآن ومسه إلابغلاف'' کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:

وتعبیر المصنف بمس القرآن أولیٰ من تعبیر غیره بمس المصحف لشمول کلامه ما إذا مس لوحاً مکتوباً علیه اٰیة وکذا الدرهم والحائط لکن لایجوز مس المصحف کله المکتوب وغیره.

شامی میں ہے:

وتمنع قراءة قراٰن ومسه أی القرآن ولوفی لوح أودرهم أوحائط لکن لایمنع إلامن مس المکتوب بخلاف المصحف فلا یجوزمس الجلد وموضع البیاض وقال بعضهم: یجوزوهذا أقرب إلی القیاس والمنع أقرب إلی التعظیم کما فی البحر والصحیح المنع.

(یعنی حیض کے وقت قرآن کا پڑھنا اور چھونا ممنوع ہے اگر چہ قرآن یا اس کی آیت تختی پر لکھی ہو یا کسی روپیہ یا دیوار پر لکھی ہو۔)

بناءً علیٰ هذه الأقوال غیر مسلم کو قرآن کا لکھنا کسی حال میں درست نہیں، خواہ مکتوب ہاتھ میں لگے یا نہ لگے اور قرآن کے چھاپنے اور ہدیہ کرنے میں چونکہ قرآن اور اوراق قرآن پر ہدیہ کرنے والے اور چھاپنے والے کا ہاتھ لگے گا اس لیے اس کا چھاپنا اور ہدیہ کرنا بھی غیر مسلم کو بغیر غسل کے جائز نہیں۔ (فتاویٰ فرنگی محل موسوم بہ فتاویٰ قادریہ: ۱۴۱-۱۴۲)

مس مصحف کے احکام:

سوال: مسئلہ مس مصحف کے احکام بیان فرمائیے؟

الجواب

اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ محدث اور جنب (جنبی) اور حائض اور نفساء کے لیے قرآن شریف چھونے کے بارے میں کیا حکم ہے اور آپ نے مذاہب مختلفہ حنفیہ، شافعیہ اور بخاری کا لکھا ہے اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں لیکن آپ نے جو لکھا ہے کہ:

''جس اونٹ پر قرآن شریف محمول ہو تو جائز نہیں کہ اس کی مہار جنب اور محدث اور حائض اور نفساء پکڑیں'' اور آپ نے لکھا ہے کہ '' یہ حکم شافعیہ کے نزدیک ہے'' تو کتب شافعیہ میں یہ موجود نہیں، اور ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص نے یہ بطریق مبالغہ کہا ہوگا، البتہ شافعیہ کے نزدیک یہ حکم ہے کہ جس صندوق میں قرآن شریف رکھا ہوا ہو وہ صندوق وغیرہ اشخاص مذکورین کو اٹھانا نہیں چاہیے اور ایسا ہی اگر چمڑے کے ظرف میں مثلاً بیگ میں قرآن شریف

رکھا ہوتو محدث وغیرہ اشخاص مذکورین کے لیے جائز نہیں کہ اس کو اٹھاویں اور یہ حکم بھی شافعیہ کے نزدیک ہے۔

بخاری کا مذہب جو آپ نے لکھا ہے تو بخاری نے اپنی کتاب میں اس کی تصریح نہیں کی ہے البتہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مذہب کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے جنب کے لیے جائز رکھا ہے کہ قرآن شریف پڑھے، تو اس سے استنباط ہوسکتا ہے کہ ان کے نزدیک جنب کے لیے مس مصحف بھی جائز ہو، اب چاہیے کہ سمجھ لیا جائے کہ ان سب مذہب کا اصل کیا ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ مطالب حل ہو جائیں گے اور سب شبہ دفع ہو جائے گا، اصل حقیقت یہ ہے کہ احادیث صحیحہ میں یہی وارد ہے:

"لایمس القرآن إلاطاھر".

ترجمہ: یعنی نہ چھوئے قرآن حکیم کو کوئی، سوا اس شخص کے کہ وہ پاک ہو۔

قرآن شریف کے چھونے کے مسئلے میں یہ حدیث اصل ہے اور قرآن شریف پڑھنے کے بارے میں یہ حدیث اصل ہے:

"لا أحل القرآن لحائض ولاجنب".

ترجمہ: یعنی میں حلال نہیں کرتا قرآن شریف کو حائض اور جنبی کے لیے۔

اور جس صندوق میں قرآن شریف رکھا ہوا ہو اس کو اٹھانے کے بارے میں حائض اور جنب اور محدث اور نفاس والی عورت کے لیے کیا حکم ہے اس میں کوئی حدیث وارد نہیں، ایسا ہی یہ مسئلہ کہ ان لوگوں کے حق میں قرآن حکیم لکھنے کے بارے میں کیا حکم ہے تو اس میں کوئی حدیث وارد نہیں۔ البتہ ظاہر ہے کہ لکھنے کی حالت میں ضرور ہوگا کہ لکھنے والا جس ورق پر قرآن شریف لکھے گا اس کو وہ چھوئے گا اور محدث وغیرہ اشخاص مذکورین کے لیے قرآن شریف کا چھونا حرام ہے تو لکھنا بھی حرام ہوا بخلاف قرآن شریف دیکھنے کے کہ قرآن کو دیکھنے میں یہ لازم نہیں آتا کہ اس کو چھونا بھی ضرور پڑے، اب یہ معلوم کرنا چاہیے کہ یہ جو حدیث ہے:

لایمس القرآن إلاطاھر".

یعنی قرآن شریف کو نہ چھوئے سوا اس کے کہ وہ پاک ہو۔

تو اس حدیث میں قرآن سے حقیقت قرآن کی مراد نہیں، اس واسطے کہ حقیقت قرآن کی کلام نفسی ہے اور کلام نفسی صفات باری تعالیٰ سے ہے اس کو چھونا ممکن نہیں اور ایسا ہی اس کلام نفسی پر جو دال ہے کہ وہ کلام لفظی ہے وہ بھی مراد نہیں اس واسطے کے کلام لفظی کیفیت ہے کہ ہوا کے ساتھ قائم ہے اور اس کو بھی چھونا ممکن نہیں اور جس کو چھونا ممکن ہی نہیں تو اس کے بارے میں کیوں حکم ہوسکتا ہے کہ پاک شخص کے سوا کوئی یعنی ناپاک شخص نہ چھوئے، معلوم ہوا کہ اس حدیث شریف میں نہ کلام نفسی مراد ہے اور نہ کلام لفظی مراد ہے بلکہ نقوش مراد ہیں کہ اس سے کلام لفظی معلوم ہوتا ہے یعنی مکتوب مراد ہے۔

مفسرین کے کلام میں مثلاً! کشاف اور مدارک التنزیل وغیرہ میں، اس معنی کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ مفسرین نے لکھا ہے:

"المراد من المس مس المکتوب".

ترجمہ: یعنی مراد قرآن شریف کو چھونے سے حروف مکتوبہ کا چھونا ہے۔

اور اس عبارت سے مراد توجیہ ہے، کسی کا مذہب بیان کرنا مقصود نہیں، اب یہ بیان کرتا ہوں کہ اس مسئلہ میں حنفی اور شافعی میں اختلاف کس طرح ہوا۔ تو خلاصہ یہ ہے کہ:

اس مقام میں بالاجماع قرآن شریف سے مراد مصحف ہے اور نص سے ثابت ہے کہ محدث وغیرہ اشخاص مذکورین کے لیے مصحف کا چھونا حرام ہے تو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ مصحف کس چیز کو کہتے ہیں تو ظاہر ہے کہ مصحف سے بلکہ ہر کتاب کے نام سے عرف میں صرف اسی قدر مراد نہیں جس قدر جگہ میں حروف لکھے رہتے ہیں بلکہ حواشی اس مصحف اور کتاب کے اور ما بین السطور اور جلد کہ کتاب کے ساتھ متصل ہوا اور غلاف کہ جلد کے ساتھ متصل ہو ان سب کو مصحف اور کتاب کہتے ہیں۔

تو محدث وغیرہ اشخاص مذکورین کے لیے مصحف کی، ان سب چیزوں کا چھونا حرام ہے، جو حکم مکتوب کا ہے، وہی حکم ان چیزوں کے بارے میں بھی دیا جائے گا، اس بنا پر کہ متصل اور منفصل دونوں کا حکم میں فرق ہے، چنانچہ ثابت ہے کہ زمین کی بیع میں، وہ چیز بھی بیع میں داخل ہوتی ہے، جو زمین کے ساتھ متصل ہو، اگرچہ اس چیز کا ذکر نہ ہوا ہو، اور جو چیز اس زمین سے منفصل ہو، وہ بیع میں داخل نہیں ہوتی، مثلاً قفل اور برتن اور جانور جو اس زمین میں ہو، بیع میں داخل نہ ہوگا، بخلاف درخت اور عمارت کے کہ یہ چیزیں بلاخلاف بیع میں داخل ہو جاتی ہیں۔ حنفیہ کا مذہب صحیح ہوا، مثلاً قرآن شریف، جزدان میں ہو اور جزدان جلد کے ساتھ چسپاں نہیں رہتا تو محدث وغیرہ اشخاص مذکورین کے لیے جزدان کے اوپر سے چھونا جائز ہے خواہ لٹکانے کے لیے فیتہ لگایا ہو اور اس فیتہ وغیرہ کو پکڑ کے اٹھائے یا فیتہ وغیرہ نہ ہو، خاص جزدان کو چھوئے۔

ایسا ہی چمڑے کے ظرف میں قرآن ہو مثلاً چمڑے کا غلاف ہو اور قرآن شریف کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو، بلکہ اس کے اندر قرآن شریف ہو، تو وہ بیگ بھی چھونا جائز ہے، اس واسطے کہ ان چیزوں کو اگر کوئی شخص چھوئے تو نہ قرآن چھونے والا ہوگا اور نہ حقیقتاً یہ سمجھا جائے گا کہ اس شخص نے قرآن شریف کو چھوا۔ شافعی حضرات کہتے ہیں کہ جب عرف میں غور کیا جائے اور باریکی کی جانب نظر کی جائے اور احتیاط منظور ہو تو یہی کہا جائے گا کہ کسی بھی شئ کا ظرف، اگرچہ اس شئ سے منفصل ہے، مگر وہ ظرف حکم میں اسی شئ کے ہوگا تو جس ظرف میں قرآن شریف ہو، اس ظرف کو اٹھانا محدث وغیرہ اشخاص مذکورین کے لیے حرام ہے۔ اس واسطے کہ اٹھانے میں اس ظرف کو چھونا ضرور ہوگا جو حکم ظرف کا ہے وہی حکم مظروف کا ہے، چنانچہ جس ظرف میں کوئی چیز جس کی عظمت کی جاتی ہے، رکھی تو عرف میں اس کا چھونا جائز نہیں جانتے اور مقام ادب کو اس سے بھی زیادہ قابل لحاظ سمجھتے ہیں اور اب قیاس مساوات کو ہم درست

کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کسی شئ کا ظرف ہو یا کسی شئ کے ظرف کا ظرف ہو، اس کے لیے وہی حکم ہے جو اس شئ کے لیے حکم ہے جو اس ظرف میں ہو، قیاس مساوات اس جگہ صحیح ہے اس واسطے کہ مقدمہ بعینہ صادق ہے کیوں کر ظرف کا ظرف بھی ظرف ہوتا ہے لیکن اس مقام میں ممکن ہے کہ شافعیہ کو مغالطہ دیا جائے اس طور پر کہ اس سے لازم آتا ہے کہ جس گھر میں قرآن شریف کا صندوق رکھا ہو اس گھر کی دیوار کو بھی چھونا محدث کے لیے جائز نہ ہو تو اس کا جواب شافعیہ کی طرف سے یہ ہوسکتا ہے کہ ظرف شئ کی دو قسم ہے۔

(۱) ایک یہ کہ جب کہا جائے کہ وہ شئ دوسری جگہ منتقل کی گئی تو اس سے عرف میں سمجھا جائے کہ وہ ظرف بھی اس شئ کے ساتھ منتقل ہوا ہوگا تو اس صورت میں وہ ظرف مقصود ہوتا ہے جو خاص اس شئ کے لیے ہوتا ہے۔

(۲) دوسری قسم ظرف شئ کی وہ ظرف ہے کہ اس شئ کے منتقل ہونے سے یہ نہ سمجھا جائے کہ وہ ظرف بھی منتقل ہوا ہوگا جیسا کہ مثلاً گھر ہوتا ہے اس واسطے کہا جاتا ہے کہ موتی ڈبہ میں ہے اور ڈبہ گھر میں ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موتی گھر میں ہے، لیکن موتی کے منتقل ہونے سے گھر منتقل نہیں ہوتا بخلاف ڈبہ کے کہ موتی کے منتقل ہونے سے ڈبہ بھی منتقل ہوتا ہے تو اس قسم کی ظرف خاص اس شئ کے لیے نہیں ہوتا اور اضافت واسطے اختصاص کے ہے تو اس قسم کے ظرف کا چھونا حرام نہ ہوگا، اس واسطے کہ حرام اس ظرف کو چھونا ہے جو خاص قرآن شریف کے لیے بنا ہو اور اس میں قرآن شریف موجود ہو۔

یہ بھی جاننا چاہیے کہ بالا جماع ثابت ہے کہ جس میں قرآن شریف کے الفاظ ہوں بوجہ قرآنیت حتی کہ اس کو مصحف یا بعض مصحف کہہ سکیں تو اس کو چھونا حرام ہے چنانچہ کاغذ کا ایک پرچہ کہ اس پر قرآن شریف کی ایک آیت لکھی ہو یا تعویذ اس میں قرآن شریف کی آیت لکھی ہو یا روپیہ کہ اس پر آیت قرآنی منقوش ہو تو حنفیہ کے نزدیک ان چیزوں کو چھونا حرام ہے ایسا ہی شافعیہ کے نزدیک حرام ہے اس واسطے کہ انوار میں مرقوم ہے:

”ولایحرم حمله فی الأمتعة والعمل إذا لم یکن مقصوداً بالحمل وإن علم.

ترجمہ: یعنی حرام نہیں اٹھانا ان اسباب کو جن کے اندر قرآن شریف ہو اور ایسا ہی نہیں اٹھانا اس بارشتر کو کہ اس کے اندر قرآن کریم ہو جبکہ قرآن شریف کو اٹھانا مقصود نہ ہوا گرچہ معلوم ہو کہ ان اسباب اور اس بارشتر میں قرآن کریم ہے۔

یہ ترجمہ انوار کی عبارت کا ہے بخلاف صندوق کہ اس میں صرف قرآن شریف رکھا ہوا ہو یعنی شافعیہ کے نزدیک وہ صندوق اٹھانا محدث وغیرہ اشخاص مذکورین کے لیے حرام ہے اور ان دونوں صورتوں میں جو فرق ہے اس کا منشا یہ ہے کہ ایسی شئ کا ظرف اس ظرف کو کہتے ہیں کہ وہ ظرف خاص اس شئ کے لیے ہے، بخلاف اس ظرف کے کہ اس شئ کے لیے بھی ہو اور کسی دوسری شئ کے لیے بھی ہو۔ بخاری کا مذہب چونکہ نہایت متروک العمل ہے، اس واسطے اس کی توجیہ کی ضرورت نہیں، بخاری کی کتاب سے کوئی منقح نہیں معلوم ہوتا ہے، بخاری کا استدلال صرف اس پر ہے کہ قیصر کے پاس جو خط بھیجا گیا تھا اس میں قرآن شریف کی آیت لکھی تھی تو صرف اس بنا پر یہ قول صحیح نہیں ہوسکتا کہ جنب اور محدث کے لیے مس

مصحف جائز ہے اس واسطے کہ کسی خط یا کسی کتاب میں دو ایک آیت لکھنا قرآنیت کی بنا پر نہیں ہوتا، اور چاہیے کہ محدث اور جنب کے لیے گلستان کا بھی چھونا حرام ہو جائے اس واسطے کہ اس میں قرآن شریف کی آیتیں ہیں مثلاً یہ آیت ہے:

''اِعْمَلُوْا اٰلَ دَاوُدَ شُكْراً وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ''. (۱)

اس کے علاوہ اور بھی آیات اس میں ہیں، ایسا ہی چاہیے کہ ان خطوط کو بھی چھونا حرام ہو جائے جس میں مقام تعزیت میں ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ'' لکھا ہو اور مقام شکر میں ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ'' لکھا ہو، حالانکہ ایسی کتاب اور ایسے خطوط چھونا حرام نہیں، چنانچہ کتب تفاسیر کی جس میں بہ نسبت عبارت تفسیر کے قرآن شریف زیادہ نہ ہو تو اس کو چھونا جائز رکھا گیا ہے، یہ توجیہ اس مسئلہ میں مذاہب مختلفہ کی ہے۔ **واللّٰہ أعلم بحقیقة الحال.**

(فتاویٰ عزیزی اردو، مطبع سعید کمپنی لاہور: ۴۴۸۔۴۵۱)

بلا طہارت قرآن چھونے کی حرمت کی دلیل پر شبہ کا جواب:

سوال: **استدلوا علیٰ عدم جواز مس القرآن المجید للمحدث لقوله تعالیٰ:"لاَ يَمَسُّهُ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ" والحال أنه محتمل التفاسير كماذكروا في التفاسير فإذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال وأما حديث"لا يمس القراٰن إلاطاهر فهو ضعيف لايحتج به وكذلك حديث لايمس المصحف إلا علىٰ طهارة" كما جزم بذلك فيهما النوويؒ وابن كثيرؒ علىٰ أن بعضهم قال: إن المراد بالطاهر المؤمن أو الطاهر من النجاسة الحقيقية والمروى عن ابن عباسؓ والشعبيؒ والضحاكؒ وداؤدؒ جواز مس المصحف للمحدث والجمهور اتفقوا علىٰ عدم جواز مس المصحف للجنب ولكن لم يعرف للجمهور دليل.** (۲)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــ

أليس اتفاق الجمهور علامة لكون الحديث له أصل قوي وإن طرأ عليه الضعف لعارض السند وإن اشتقتم إلى التفصيل فعليكم بالرجوع إلى إحياء السنن.

۱۳ / ربیع الثانی ۱۳۲۷ھ، تتمۂ خامسہ صفحہ ۸۳۔ (۳) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱ / ۱۴۷)

---

(۱) سورۃ سبا، پ ۲۲۔

(۲) خلاصۂ سوال: فقہاء کرامؒ نے قرآن کی آیت'' لا يمسه إلا المطهرون '' سے محدث کے لئے قرآن چھونے کے عدم جواز پر استدلال کیا ہے۔ حالانکہ اس آیت کی چند احتمالی تفسیروں میں سے ایک ہے جیسا کہ مفسرین نے لکھا ہے۔ چنانچہ جب احتمال ہے تو استدلال باطل ہے۔ رہی حدیث:'' لا يمس المصحف إلا طاهر'' تو یہ ضعیف ہے اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا ہے، اسی طرح حدیث'' لا يمس المصحف إلا علىٰ طهارة '' ہے جیسا کہ ان دونوں حدیثوں سے متعلق علامہ نووی اور علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ حدیث میں طاہر سے مراد مومن ہے یا مراد نجاست حقیقیہ سے طاہر شخص ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ عبداللہ بن عباسؓ، شعبی، ضحاک اور داؤد رحمہم اللہ سے محدث کے لئے مس مصحف کا جواز منقول ہے اور جمہور جنبی کے لئے مس مصحف کے عدم جواز پر متفق ہیں، لیکن ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے؟ انیس

(۳) خلاصۂ جواب: کیا جمہور کا اتفاق اس بات کی علامت نہیں ہے کہ حدیث مذکور کی کوئی قوی بنیاد ضرور ہے، گرچہ سند کی وجہ سے ضعف طاری ہو گیا ہے، اگر آپ کو تفصیل درکار ہو تو احیاء السنن کا مطالعہ کریں۔ انیس

بلاوضو آیات قرآنی اس طرح لکھنا کہ کاغذ پر ہاتھ نہ پڑے:

سوال: بلا وضو جو کلام مجید کی کوئی آیت بھی نہ لکھے تو ایک مولوی صاحب نے یہ بتایا کہ اگر بلا وضو کوئی آیت قرآنی لکھنے کی ضرورت ہوتو اس کاغذ کو ہاتھ نہ لگے جس پر آیت قرآنی لکھے تو یہ صحیح ہے یا غلط؟

الجواب ــ

اختلاف ہے، اس کی بھی گنجائش ہے۔

وفي الدر المختار: (و) لاتكره (كتابة قرآن والصحيفة أو اللوح على الأرض عندالثاني) خلافاً لمحمدؒ وينبغي أن يقال إن وضع على الصحيفة ومايحول بينها وبين يده يؤخذ بقول الثاني وإلا فبقول الثالث قاله الحلبيؒ. (الدر المختار مع رد المحتار: ج ا صفحه ۱۷۵، قبيل باب المياه) ۲۸/رجب ۱۳۴۲ھ، (تتمۂ خامسہ صفحہ ۲۷۷) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۱۴۷-۱۴۸)

ہر اس کتاب کو بلاوضو چھونے کا حکم جس میں آیات قرآنی ہوں:

سوال: ''قربات عنداللہ وصلوات الرسول'' جو آپ کا مؤلفہ ہے چونکہ اول منزل اسکی اکثر آیات قرآن شریف ہے، اس لئے عرض ہے کہ اس کو بے وضو مس کرنا اور جنبی اور حائضہ کا مس کرنا اور پڑھنا جائز ہے یا نہ؟

الجواب ــ

خاص اس حصہ کو بے وضو مس کرنا جائز نہیں (۱) اور جنب وحائض کے پڑھنے میں یہ تفصیل ہے کہ بہ نیت قرآن کے پڑھنا جائز نہیں، بہ نیت دعا کے پڑھنا جائز ہے۔ ۶/ذی قعدہ ۱۳۱۶ھ۔ تتمۂ خامسہ ص ۲۴۵۔ (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۱۴۶)

بے وضو قرآن کے خالی صفحہ کو ہاتھ لگانا جائز نہیں:

سوال: بلاوضو قرآن کریم کے اس صفحہ کو ہاتھ لگانا جہاں قرآن کریم کی آیت نہ لکھی ہو جیسا کہ قرآن کریم میں اوپر کے صفحہ پر آیت قرآنی کے حروف نہیں ہوتے اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

قرآن کریم کے خالی صفحہ کو بھی بے وضو چھونا جائز نہیں، بلکہ جلد پر بھی ہاتھ لگانا منع ہے۔

"قال في التنوير: ويحرم به أي بالأكبر وبالأصغر مس مصحف إلابغلاف متجافٍ. (ردالمحتار: ۱/۱۶۰)

---

(۱) وفي السراج عن الإيضاح: أن كتب التفسير لايجوز مس موضع القرآن منها، وله أن يمس غيره، وكذا كتب الفقه إذاكان فيها شيء من القرآن بخلاف المصحف، فإن الكل فيها تبع للقرآن. (ردالمحتار: ج ۱ ص ۳۲۰، انیس)

”وفی الحیض منه:”ومسه إلا بغلافه“،وفی الشرح:”المنفصل عنه“وفی الحاشیة:(قوله ومسه)أی القرآن ولوفی لوح أودرهم أوحائط لکن لایمنع إلامن مس المکتوب بخلاف المصحف فلایجوزمس الجلد وموضع البیاض منه.(ردالمحتار :۱/۲۷۰)فقط واللہ تعالیٰ اعلم ـ ۲۸ر رجب ۹۶ھ (احسن الفتاویٰ:۲/۱۹۔۲۰)

قرآن مجید کے صفحہ میں جوجگہ خالی ہواسے بھی بے وضونہیں چھوسکتے:

سوال (الف): ہم قرآن مجید پڑھتے ہیں اگر ہوا خارج ہوجائے تو ورق الٹنے کے لئے تنکا استعمال کرتے ہیں۔

(ب): یا پھر جو سفید جگہ ہوتی ہے جہاں پر لفظ لکھے ہوئے نہیں ہوتے معمولی سی انگلی لگا کر ورق الٹتے ہیں یہ گمان کرتے ہوئے کہ یہ تو قرآن نہیں ہے۔ آیا یہ عمل شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔ سائل قاری محفوظ احمد، حال مقیم راولپنڈی۔

الجواب

ورق پلٹنے کے لئے تنکا وغیرہ استعمال کرسکتے ہیں۔ صفحہ کی جس جگہ پر آیات وغیرہ نہ لکھی ہوں اسے بھی بے وضونہیں چھوسکتے۔

(الف): (قوله وحل قلبه بعود) أی تقلیب أوراق المصحف بعود ونحوه لعدم المس علیه اهـ (شامی: ج۱ص۱۶۱)

(ب): فلا یجوز مس الجلد وموضع البیاض منه، وقال بعضهم: یجوز، وهذا أقرب إلی القیاس والمنع أقرب إلی التعظیم کما فی البحرأی والصحیح المنع کما نذکره اهـ (شامی:۱/۲۷۰)

(ض): والصحیح منع مس حواشی المصحف والبیاض الذی لاکتابة علیه،کذا فی التبیین اهـ (عالمگیری: ج۱ص۲۰) فقط واللّٰه أعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی جامعہ ہذا ۲۴/۱۲/۱۴۱۰ھ۔ (خیر الفتاویٰ:۲/۶۷)

تفسیر اور پلاسٹک میں مجلد سورتوں کو چھونے کے لئے وضو:

سوال (۱): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، تفسیر یا ایسی کتاب جس میں اردو عبارت زیادہ ہو اور قرآن کے الفاظ نسبتاً کم ہوں، بے وضو پڑھنا یا چھونا جائز ہے؟

(۲) یٰسین شریف یا دیگر منتخب سورتیں پلاسٹک میں محفوظ کر کے جیب میں مستقل رکھنا کیا منع ہے؟ آدمی بیت الخلا میں بھی جاتا ہے اور کبھی ناپاکی بھی ہوجاتی ہے اس کا کیا حکم ہے؟

هو المصوب

(۱) قرآن پاک کی جو بھی تفسیر ہو قرآن کی عظمت اور حرمت کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی تفسیر بھی باوضو پڑھی جائے، ہاں اگر آیاتِ قرآنی کے معاملہ میں تفسیر کے الفاظ زیادہ ہیں تو بغیر وضو بھی پڑھنے کی گنجائش ہوگی۔(۱)

(۲) چند سورتوں کے مجموعہ کو جیب میں بغرضِ تلاوت رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ اس کے ساتھ بیت الخلا وغیرہ جانا درست نہیں ہے۔ ایسے مواقع پر کسی محفوظ اور پاک جگہ رکھ کر ضروریات پوری کرنی چاہئیں اگر ایسا ممکن نہ ہو تو جیب میں رکھنا کراہت سے خالی نہیں ہے۔ تحریر: محمد ظفر عالم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء جلد اول صفحہ: ۲۲۲ و ۲۲۳)

تفاسیر کے مطالعہ کے لئے وضو:

سوال (۱): قرآن مجید کی تفسیر کی کتابوں کو کیا باوضو پڑھنا ضروری ہے؟

(۲) فضائلِ اعمال کی کتابوں کو بغیر وضو کے پڑھنے میں گناہ تو نہیں ہے؟

هو المصوب

(۱) کتبِ تفسیر کے مطالعہ کے لئے وضو لازم نہیں ہے۔(۲)

(۲) گناہ نہیں ہے۔(۳) تحریر: محمد ظفر عالم ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء جلد اول صفحہ: ۲۲۲)

تفسیر وترجمہ کا بے وضو مس کرنا:

سوال: اردو کلام مجید کا مس بے وضو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

مکروہ ہے۔ **کذا فی رد المحتار تحت قول الدر المختار: والتفسير كمصحف، قبيل باب المياه.** (۳) (تتمہ اولیٰ صفحہ ۱۰) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۱۴۵)

---

(۱) فإن مافي الأشباه صريح في جواز مس التفسير فهو كسائر الكتب الشرعية، بل ظاهره أنه قول أصحابنا جميعاً وقد صرح بجوازه أيضاً في شرح درر البحار، وفي السراج عن الإيضاح: أن كتب التفسير لايجوز مس موضع القرآن منها، وله أن يمس غيره، وكذا كتب الفقه إذا كان فيها شيء من القرآن بخلاف المصحف، فإن الكل فيها تبع للقرآن. (ردالمحتار: ج ۱ ص ۳۲۰)

(۲) وقد جوز أصحابنا مس كتب التفسير للمحدث ولم يفصلوا بين كون الأكثر تفسيراً أو قرآناً، ولو قيل به اعتباراً للغالب لكان حسناً. (درمختار مع الرد: ج ۱ ص ۳۲۰)

(۳) في رد المحتار: عن السراج عن الإيضاح: أن كتب التفسير لايجوز مس موضع القرآن منها وله أن يمس غيره وكذا كتب الفقه إذا كان فيها شيء من القرآن بخلاف المصحف فإن الكل فيه تبع للقرآن آه (إلى قوله) قال ط: ومافي السراج: أوفق بالقواعد آه صفحه: ۱۸۲۔ (الدر المختار مع رد المحتار، قبيل باب المياه: ج ۱ ص ۱۷۶ و ۱۷۷، انیس)

(۳) ردالمحتار: ج ۱ ص ۱۷۹، انیس

کتب تفسیر کو بلا وضو چھونا:

سوال: کتب تفسیر میں جس موقع پر آیت مکتوب ہے اس موقع کو بغیر وضو مس کرنا مکروہ ہے یا محرم؟

الجواب

فی غنیة المستملی: ویکره أیضاً للمحدث ونحوه مس تفسیر القرآن وکتب الفقه وکذا کتب السنن (إلیٰ قوله) والأصح أنه لایکره عندأبی حنیفة رحمه اللّٰه. ص: ۵۷، اس سے معلوم ہوا کہ جب غیر قرآن کی عبارت غالب ہو اس کا مس مطلقاً **کما هو الظاهر** امام صاحب کے نزدیک درست ہے، **وفی الأخذ به سهولة.** ۱۷؍صفر ۱۳۳۳ھ۔ تتمۂ ثالثہ صفحہ ۱۹۔ (امداد الفتاویٰ جدید: ۱؍۱۴۵-۱۴۶)

کتب تفسیر وحدیث کو بلا وضو چھونا:

سوال: تفسیر قرآن پاک اور حدیث کی کتابوں یعنی بخاری، مشکوٰۃ وغیرہ کو بغیر وضو کے چھوکر پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اس کا جواب عنایت فرمائیں؟

الجواب　　باسم ملهم الصواب

تفسیر میں غیر قرآن زیادہ ہو اس کو بلا وضو ہاتھ لگانا جائز ہے، مگر جہاں قرآن لکھا ہو وہاں ہاتھ نہ لگائے، حدیث کی کتابوں کو بلا وضو چھونا جائز ہے۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۲؍جمادی الاخریٰ ۹۸ھ (احسن الفتاویٰ: ۲؍۲۷)

مواعظ کی کتابوں کو بلا وضو چھونا یا پڑھنا:

سوال: آپ کے مواعظ میں اکثر قرآن مجید کی آیات ہیں اور میں اکثر وقت فرصت کے، مواعظ دیکھا کرتا ہوں مگر قرآن مجید بغیر وضو چھونا جائز نہیں ہے، مواعظ کی بابت کیا حکم ہے، بلا وضو پڑھنا چھونا اس کتاب کو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

فی الدر المختار: وقد جوز أصحابنا مس کتب التفسیر للمحدث، ولم یفصلوا بین کون الأکثر تفسیراً أوقرآناً ولوقیل به اعتباراً للغالب لکان حسناً الخ، فی رد المحتار: عن السراج عن الإیضاح: أن کتب التفسیر لایجوزمس موضع القرآن منها وله أن یمس غیره وکذا کتب الفقه إذا کان فیها شیء من القرآن بخلاف المصحف فإن الکل فیه تبع للقرآن اه(إلیٰ قوله) قال ط: ومافی

(۱) وقد جوز أصحابنا مس کتب التفسیر للمحدث ولم یفصلوا بین کون الأکثر تفسیراً أو قرآناً، ولوقیل به اعتباراً للغالب لکان حسناً. (درمختارمع الرد: ج۱ص۳۲۰) وفی غنیة المستملی: ویکره أیضاً للمحدث ونحوه مس تفسیر القرآن وکتب الفقه وکذا کتب السنن (إلیٰ قوله) والأصح أنه لایکره عندأبی حنیفة رحمه اللّٰه. (ص: ۵۷، انیس)

السراج: أوفق بالقواعد آه. (صفحہ۱۸۲) **(الدر المختار مع ردالمحتار،قبيل باب المياه: ج۱ص۱۷۶و۱۷۷)**

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ چونکہ مواعظ نہ تفسیر کی کتابیں ہیں نہ ان میں قرآن کی آیات دوسری عبارات پر غالب ہیں لہٰذا ان کا مس بلا وضو جائز ہے۔ اسی طرح پڑھنا بدرجہ اولیٰ، البتہ جس مقام پر آیت لکھی ہوئی ہے خاص اس مقام کو بلا وضو مس نہ کرے۔ ۸/رجب ۱۳۴۲ھ، تتمۂ خامسہ صفحہ ۱۷۲۔ (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۱۴۶۔۱۴۷)

اخبار میں لکھی ہوئی آیات قرآنی کو بے وضو چھونا:

سوال: اخبار میں جس صفحہ پر آیت قرآنی لکھی ہو اس کو بے وضو ہاتھ لگانا کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

جہاں آیت قرآن لکھی ہو صرف اس جگہ بے وضو ہاتھ لگانا منع ہے، دوسرے مواضع کو ہاتھ لگانا جائز ہے، البتہ اگر چھوٹی سی چھوٹی آیت یعنی چھ حروف سے بھی کم ہو تو ایک قول کے مطابق اس پر ہاتھ لگانے کی گنجائش ہے۔

قال في شرح التنوير: "ويحرم به أي بالأكبر والأصغر مس مصحف أي مافيه آية كدرهم وجدار" وفي الحاشية: تحت (قوله أي مافيه آية الخ) "لكن لايحرم في غير المصحف إلا المكتوب أي في موضع الكتابة كذا في باب الحيض من البحر، وقيد بالآية لأنه لو كتب مادونها لايكره مسه كما في حيض القهستاني، وينبغي أن يجرى هنا ماجرى في قراءة مادون آية من الخلاف والتفصيل المارّين هناك بالأولٰى لأن المس يحرم بالحدث ولو أصغر بخلاف القراءة فكانت دونه، تأمل". (ردالمحتار: ۱/۱۶۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۲۷/رجب ۹۲ھ (احسن الفتاویٰ: ۲/۱۸۔۱۹)

اخبارات اور دینی رسائل کو بلا وضو مس کرنے کا حکم:

سوال: اس دور میں اخبارات، جرائد اور رسائل میں قرآن کریم کے الفاظ مع ترجمہ وتفسیر درج ہوتے ہیں، اسی طرح تفاسیر میں اکثر حصہ صرف تفسیر کا ہوتا ہے، کیا الفاظ قرآنی کے علاوہ تفسیری اوراق کو بلا وضو چھونا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ

قرآن کریم کو بلا وضو مس کرنا جائز نہیں، البتہ تفسیر یا دیگر سفید کاغذات کو چھونے یا پکڑنے کے بارے میں امام ابوحنیفہؒ سے مختلف روایات منقول ہیں جن میں بعض سے کراہت معلوم ہوتی ہے اور بعض سے عدم کراہت۔ علامہ ابراہیم الحلبیؒ نے عدم کراہت کو ترجیح دی ہے اور اس پر عمل کرنے میں سہولت بھی ہے تاہم خلافِ اولیٰ ضرور ہے۔

"قال الشيخ إبرهيم الحلبيؒ: ويكره أيضاً للمحدث ونحوه مس تفسير القرآن وكتب الفقه وكذا كتب السنن ولأنها لايخلو عن آيات وهذا التعليل يمنع مس شروح النحو أيضاً ......

والأصح أنه لایکره عندأبی حنیفة. (کبیری: ص ۵٦، فی آخر باب الغسل) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ:۵۱۰)

قرآن کے ٹیپ یا پلیٹ کو بے وضو ہاتھ لگانا:

سوال: فونوگرام یا ریڈیو میں تلاوت قرآن شریف کرائی جاتی ہے اور جو پلیٹ یا ٹیپ رکارڈ میں قرآن شریف ہے ان کو بے وضو یا جنابت کی حالت میں چھونا اور سجدۂ تلاوت وغیرہ میں قرآن کریم کی طرح حکم ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

ریڈیو میں اگر آیت سجدہ پڑھی گئی تو سامع پر سجدہ واجب ہوگا۔(۱) پلیٹ یا ٹیپ رکارڈ میں نہ قرآن کریم کی کتابت ہے اور نہ اس کی آواز قرآن کی آواز ہے بلکہ صدائے بازگشت کی طرح آواز کی نقل ہے، لہذا اس کے احکام قرآن کریم جیسے نہیں، اسے بے وضو چھونا جائز ہے(۲) اور سجدہ کی آیت سننے سے سجدہ واجب نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۹ر صفر ۹۴ھ (احسن الفتاویٰ:۱۹/۲)

قرآن کریم کی کیسٹ بے وضو چھونا، ٹیپ کرنا نیز کتابت کرنا شرعاً کیسا ہے:

سوال: آج کل قرآن کریم کو بذریعہ ریکارڈ کیسٹ میں ٹیپ کیا جاتا ہے، اس طرح بغیر وضو کے ٹیپ کرنا جائز ہے یا نہیں، نیز قرآن کریم کی کیسٹ بغیر وضو کے ہاتھ میں لی جاسکتی ہیں یا نہیں اور بغیر وضو کے قرآن کریم کی کتابت کرنا شرعی نقطۂ نظر سے کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ بالله التوفيق

اس طرح بغیر وضو کے کیسٹ بھرنا اور اس کا ہاتھ میں لینا سب جائز ہے کیوں کہ کیسٹ صرف ہوا میں محبوس ہوتی ہے، کلمات جیسی کوئی چیز محبوس ہوکر مقید نہیں ہوتی، بخلاف کتابت کے، کہ اس میں کلمات جیسی چیز محبوس ہوکر مقید ہوتی ہے، اس لیے کتابت بے وضو کرنا اور اس کو بے وضو چھونا کچھ بھی جائز نہیں ہوگا۔ **كما دل عليه النص الصريح.** (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ العبد نظام الدین، مفتی دار العلوم دیوبند۔ الجواب صحیح: حبیب الرحمٰن خیرآبادی (منتخبات نظام الفتاویٰ:۲۵/۱)

---

(۱) جبکہ براہ راست ریڈیو سے آیت سجدہ بھی تلاوت نشر کی جارہی ہو، انیس

(۲) قال فی شرح التنوير: "ويحرم به أی بالأكبر والأصغر مس مصحف أی مافيه آية كدرهم وجدار" وفی الحاشية: تحت (قوله أی مافيه آية الخ) "لكن لايحرم فی غير المصحف إلا المكتوب أی فی موضع الكتابة كذا فی باب الحيض من البحر. (ردالمحتار:۱۶۰/۱، انیس)

(۳) والجنب لايكتب القرآن وإن كانت الصحيفة على الأرض ولايضع يده عليها وإن كانت ما دون الآية. (فتاویٰ عالمگیری:۳۸/۱، كتاب الطهارة) وأيضاً، "لايمسه إلا المطهرون". (سورۂ واقعہ:۷۹، انیس)

قرآنی کیسٹ وغیرہ کو بلا وضو چھونے کی تحقیق:

سوال: فوٹو گراف جو ایک آلۂ نقل الصوت ہے اس میں تقاریر، نغمات، موسیقی اور قراء سے رکوعات قرآن مجید کی آوازیں ایک خاص ایجاد سے بند کی جاتی ہیں اور پھر وہی اصوات تنہائی میں، مجالس میں، تماشا گاہوں میں، آلۂ مذکور کو رکھ کر سنتے ہیں تو اس طرح قرآن مجید کی آواز کا اس میں بند کرنا اور پھر فوٹو گراف سے سننا درست ہے یا نہیں اور فوٹو گراف باجا ہے یا کیا ہے اور کلام مقدس کی اس قسم کی آواز قرآن ہوگی یا کیا کہیں گے۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں: **والقرآن في المصاحف مكتوب وفي القلوب محفوظ وعلى الألسن مقروء.** (شرح فقہ اکبر: ص۳۹) یہ تعریف آواز مذکور پر نفی میں صادق آئے گی یا اثبات میں بھی۔ یہ امر قابل گزارش ہے کہ جس آلہ سے اس کے پلیٹ پر صوت بھری جاتی ہے اس سے اس کی پلیٹ پر کچھ خطوط دائرے کے طور پر بن جاتے ہیں اور جب اس کا مشین چلایا جاتا ہے تو اس کا ایک پرزہ جس کے آخر میں ہیرے کی کنی لگی ہوتی ہے وہ کنی اس دائرے پر گشت کرتی ہے اور اس سے صوت پیدا ہوتی ہے وہ خطوط آپس میں کچھ ممتاز نہیں معلوم ہوتے بلکہ ہر پلیٹ پر خطوط یکساں سے معلوم ہوتے ہیں ممکن ہے کہ فی الواقع کچھ تمایز ہو لیکن محسوس نہیں ہوتا، چلانے والے کو یاد رکھنا پڑتا ہے کہ اس ہیئت پر فلاں چیز منقش ہے اور اس پر دوسری چیز، پس ان نقوش کا کیا حکم ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ چونکہ یہ آلۂ لہو ہے نہ کہ تذکر، اس لئے بھرنا اور سننا خلاف ادب قرآنی ہے لیکن اگر کوئی بھر دے تو اس پلیٹ کا بغیر وضو کے چھونا جائز ہے یا نہیں اور تعریف قرآن کی اس پر صادق ہے یا نہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ آلہ خود باجا نہیں ہے بلکہ محض نقل صوت کرتا ہے اگر باجا بھرا جائے تو باجے کی آواز نکلتی ہے ورنہ جو بھرا جائے، اس لئے مطلقاً باجا نہیں کہا جا سکتا۔ بہر حال امید ہے کہ اسکی نسبت حضرت اقدس اپنی رائے تحریر فرمائیں گے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

ان نقوش میں جب تک پڑھے جانے کی صلاحیت ثابت نہ ہو حروف مکتوبہ کے حکم میں نہیں اس لئے ان کا مس کرنا محدث وجنب کو جائز ہے جیسا دماغ میں ارتسام الفاظ قرآنیہ کا ہوتا ہے اور اس دماغ کا مس کرنا جائز ہے البتہ اگر وہ پڑھے جانے لگیں تو اس وقت دلالت وضعیہ غیر لفظیہ کی وجہ سے ان کا حکم حروف مکتوبہ کا دیا جائے گا یہ حکم تو نقوش کا ہے، اور جو آواز اس سے نکلتی ہے وہ تلاوت نہیں ہے بلکہ نقل اور عکس تلاوت کا ہے مشابہ صوت طیر اور صدا کے پس اس کا حکم بھی تلاوت کا سا نہ ہوگا اور آپ کی یہ رائے صحیح ہے کہ اس کا حکم باجہ کا سا نہیں ہے بلکہ تابع ہوگا محکی عنہ کے جواز وعدم میں، لیکن چونکہ مقصود اس سے تلہی ہے، اس عارض کی وجہ سے قرآن بھرنا اس میں جائز نہ ہوگا، اسی طرح سننا بھی۔ **واللّٰہ أعلم بحقيقة الحال**

۲۷/شوال/۱۳۲۵ھ۔ امداد: ج۲/ص۱۸۳۔ حوادث: ۲/۸۱ (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۱۴۴۔۱۴۵)